﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾ (آل عمران: ۷۴) ﴿عَسٰۤى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل: ۸۰)

هفت روزه

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :— نصیر احمد قمر

جلد ۸ جمعۃ المبارک ۲۷/اپریل ۲۰۰۱ء شمارہ ۱۷

۳/صفر ۱۴۲۲ ہجری ☆ ۲۷/شہادت ۱۳۸۰ ہجری شمسی

شفا کی دعا

حضرت ابوسعید خدریؓ بیان کرتے ہیں کہ جبریل علیہ السلام آنحضرت ﷺ کے پاس آئے اور پوچھا کہ آپ بیمار ہیں۔ فرمایا: "ہاں"۔ اس پر جبریل علیہ السلام نے ان الفاظ میں حضورؐ کو دم کیا: "اللہ کے نام کے ساتھ میں آپ کو دم کرتا ہوں۔ اللہ آپ کو بیماری سے بچائے۔ اور ہر نفس اور حسد کرنے والی آنکھ کے شر سے آپ کو محفوظ رکھے اور آپ کو شفا دے۔ اللہ کے نام کے ساتھ میں دم کرتا ہوں"۔

(صحیح مسلم، کتاب السلام، باب الطب)

﴿ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام﴾

جو شخص خدا تعالیٰ کے مامور کی مخالفت کرتا ہے وہ اس کی نہیں بلکہ حقیقت میں وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے

جو لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے اور خدا تعالیٰ کے رسول کو ستاتے اور دُکھ دیتے ہیں وہ آخر پکڑے جاتے ہیں

"یاد رکھو جو خدا تعالیٰ کی طرف صدق اور اخلاص سے قدم اٹھاتے ہیں وہ کبھی ضائع نہیں کئے جاتے۔ ان کو دونوں جہان کی نعمتیں دی جاتی ہیں۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ﴾ (الرحمن: ۴۷) اور یہ اس واسطے فرمایا کہ کوئی یہ خیال نہ کرے کہ میری طرف آنے والے دنیا کھو بیٹھتے ہیں۔ بلکہ ان کے لئے دو بہشت ہیں۔ ایک بہشت تو اسی دنیا میں اور ایک جو آگے ہوگا۔ دیکھو اتنے انبیاء گزرے ہیں کیا کسی نے اس دنیا میں ذلت و خواری دیکھی؟ سب کے سب اس دنیا میں سے کامیاب اور مظفر و منصور ہو کر گئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نے ان کے دشمنوں کو تباہ کیا۔ اور ان کو عزت اور جلال کے تخت پر جگہ دی۔ لیکن اگر وہ اس دنیا کے پیچھے پڑتے تو زیادہ سے زیادہ دس بارہ روپیہ ماہوار کی نوکری انہیں ملتی کیونکہ وہ صاف گو اور سادہ طبیعت تھے مگر جب انہوں نے خدا کے لئے اس دنیا کو چھوڑا تو ایک دنیا اُن کے تابع کی گئی۔

غور کر کے دیکھو کہ اگر ان لوگوں نے خدا کے لئے اس دنیا کو چھوڑ دیا تھا تو نقصان کیا اٹھایا؟ حضرت ابو بکر صدیقؓ کو ہی دیکھو کہ جب وہ شام کے ملک سے واپس آرہے تھے تو راستہ میں ایک شخص ملا۔ آپ نے اس سے پوچھا کہ کوئی تازہ خبر سناؤ۔ اس شخص نے جواب دیا کہ اور تو کوئی تازہ خبر نہیں البتہ تمہارے دوست محمد (ﷺ) نے پیغمبری کا دعویٰ کیا ہے۔ اس پر ابو بکر صدیقؓ نے جواب دیا کہ اگر اس نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو وہ سچا ہے۔ وہ جھوٹا کبھی نہیں ہو سکتا۔ اس کے بعد حضرت ابو بکر صدیقؓ سیدھے حضرت نبی کریم ﷺ کے مکان پر چلے گئے اور آنحضرت ﷺ کو مخاطب کر کے کہنے لگے کہ آپ گواہ رہیں کہ سب سے پہلے آپؐ پر ایمان لانے والا میں ہوں۔ دیکھو انہوں نے آنحضرت ﷺ سے کوئی معجزہ نہیں مانگا تھا۔ صرف پہلے تعارف کی برکت سے وہ ایمان لے آئے تھے۔ یاد رکھو! معجزات وہ طلب کرتے ہیں جن کو تعارف نہیں ہوتا۔ جو لنگوٹیا یار ہوتا ہے اس کے لئے تو سابقہ حالات ہی معجزہ ہوتے ہیں......... انسان کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر بد ظنی کرنے سے بچے کیونکہ اس کا انجام آخر میں تباہی ہوا کرتا ہے۔ جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے ﴿وَذٰلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِيْ ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدٰىكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ﴾ (حم سجدہ: ۲۴) اس لئے سمجھنا چاہئے کہ خدا تعالیٰ پر بد ظنی کرنا اصل میں بے ایمانی کا بیج بونا ہے جس کا نتیجہ آخر کار ہلاکت ہوا کرتا ہے۔ جب کبھی خدا تعالیٰ کسی کو اپنا رسول بنا کر بھیجتا ہے تو جو اس کی مخالفت کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

یاد رکھو جب ایک مامور من اللہ آتا ہے تو اس سے منہ پھیرنا اصل میں خدا سے منہ پھیرنا ہے۔ دیکھو گورنمنٹ کا ادنیٰ چپڑاسی ہوتا ہے، پانچ روپیہ ماہوار اس کی تنخواہ ہوتی ہے۔ گورنمنٹ کے حکم سے سرکاری پروانہ لے کر زمینداروں کے پاس جاتا ہے۔ اگر زمیندار یہ خیال کر کے کہ یہ ایک پانچ روپیہ کا ملازم ہے اس کو تنگ کریں اور بجائے اس کے حکم کی تعمیل کرنے کے الٹا اس کو ماریں پیٹیں اور بدسلوکی سے پیش آویں تو اب بتلاؤ کہ کیا گورنمنٹ ایسے شخصوں کو سزا نہ دے گی؟ دے گی اور ضرور دے گی کیونکہ گورنمنٹ کے چپڑاسی کو بے عزت اور ذلیل کرنا اصل میں گورنمنٹ کو ہی بے عزت اور ذلیل کرنا ہے۔ اسی طرح جو شخص خدا تعالیٰ کے مامور کی مخالفت کرتا ہے وہ اس کی نہیں بلکہ حقیقت میں وہ خدا کی مخالفت کرتا ہے۔

یاد رکھو خدا تعالیٰ اگرچہ سزا دینے میں دھیما ہے مگر جو لوگ اپنی شرارتوں سے باز نہیں آتے اور بجائے اس کے کہ اپنے گناہوں کا اقرار کر کے خدا تعالیٰ کے حضور جھک جائیں الٹے خدا تعالیٰ کے رسول کو ستاتے اور دکھ دیتے ہیں وہ آخر پکڑے جاتے ہیں اور ضرور پکڑے جاتے ہیں۔ دیکھو دن نہایت نازک آتے جاتے ہیں۔ اس لئے تم لوگوں کو چاہئے کہ خدا تعالیٰ کے حضور سچی توبہ کرو اور تضرع اور ابتہال کے ساتھ دن رات اس سے دعائیں مانگتے رہو۔ خدا تعالیٰ تمہیں توفیق دے"۔ (ملفوظات جلد ۱۰، صفحہ ۷۸ تا ۸۰)

اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کو اس نے تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا ہے

رحمت صرف بدبخت سے ہی چھینی جاتی ہے۔ ایسا شخص جو قطع رحمی کرتا ہے وہ بہت بدنصیب ہے۔

اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حسنہ پر غور کریں تو وہ رحمانیت اور رحیمیت سے پھوٹتی ہیں اور ربوبیت سے ترویج پاتی ہیں

(خلاصہ خطبہ جمعہ ۱۳/اپریل ۲۰۰۱ء)

لندن (۱۳/اپریل): سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آج خطبہ جمعہ مسجد فضل لندن میں ارشاد فرمایا۔ تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور ایدہ اللہ نے سورۃ بنی اسرائیل کی آیت ۱۱۱ کی تلاوت کی اور اس کے ترجمہ کے بعد فرمایا کہ صفات باری تعالیٰ کا جو مضمون میں نے شروع کیا ہے اس میں اس سے پہلے ربوبیت کے متعلق کچھ بیان کیا گیا اور اسی دوران رحمانیت کا بیان بھی ہوتا رہا۔ دونوں ایک ہی نور کے بنے ہوئے دھاگے ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ آج خاص طور پر رحمانیت کا ذکر کرنے کی کوشش کروں گا لیکن ساتھ ہی ربوبیت کا ذکر بھی آتا رہے گا۔

حضور ایدہ اللہ نے اللہ تعالیٰ کی رحمانیت کے تعلق میں پہلے مختلف احادیث نبویہ پڑھ کر سنائیں۔ حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ایک سو رحمتیں ہیں ان میں سے ایک رحمت کو اس نے تمام مخلوق کے درمیان تقسیم کیا ہے۔ اسی کے ذریعہ سے وہ ایک دوسرے پر رحم کرتے ہیں اور ایک دوسرے سے ہمدردی کرتے ہیں اور اسی کے نتیجہ میں درندے اپنے بچوں سے پیار کرتے ہیں۔

باقی اگلے صفحہ پر ملاحظہ فرمائیں

اداریہ

ستره سال پہلے

آج سے ستره سال پہلے، پاکستان کے ایک فوجی ڈکٹیٹر جنرل ضیاء الحق نے ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو ایک ایسا آرڈیننس جاری کیا جو اس کے خیال میں "نفاذ اسلام" کی مہم کا ایک اہم حصہ تھا۔ لیکن اس آرڈیننس پر معمولی غور و فکر سے بھی یہ معلوم کرنا مشکل نہیں کہ یہ انتہائی ظالمانہ قانون تھا جو اسلام کی نہایت اعلیٰ اور افضل تعلیمات کے سراسر منافی اور اس کے حسین چہرہ پر ایک مکروہ داغ لگانے والا ہے۔ چنانچہ اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد کے حالات نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ یہ انتہائی ظالمانہ قانون "نفاذ اسلام" نہیں بلکہ در حقیقت "نفاد اسلام" یعنی اسلام کے خاتمہ اور اس کی بنیادوں پر تبر رکھنے کے مترادف تھا۔ کیونکہ اس آرڈیننس کے ذریعہ اس زمانہ میں حقیقی اسلام کی علمبردار اس جماعت کے لئے شعائر اسلام پر عملدرآمد ایک نہایت ہی خوفناک اور قابل تعزیر جرم قرار دیا گیا جسے خدائے ذوالعرش نے قائم ہی اس لئے فرمایا ہے کہ وہ دین اسلام کو تمام ادیان پر غالب کرے۔

آج روئے زمین پر جماعت احمدیہ ہی تو وہ واحد جماعت ہے جو اسلامی اقدار کی حفاظت پر مامور ہے اور جو اپنے عملی نمونہ کے ساتھ اور ہر قسم کی قربانیاں پیش کرتے ہوئے شجر اسلام کی اپنے خونوں سے آبیاری کر رہی ہے۔ چنانچہ اس نہایت ہی ظالمانہ قانون کا ردّ عمل احمدیوں کی طرف سے وہی ہوا جو ہونا چاہئے تھا یعنی انہوں نے اپنے گھر جلوائے، جائیدادیں لٹوائیں، ماریں کھائیں، قید و بند کی صعوبتیں جھیلیں اور بیسیوں احمدیوں کو اس جرم میں کہ وہ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰه کا اقرار کرتے ہیں نہایت بے دردی سے شہید کر دیا گیا۔ مگر دین اسلام سے انہوں نے بے وفائی نہیں کی۔ اور صبر و استقامت اور صدق اور وفا کے ایسے روشن نمونے دکھائے جن سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپؐ کے صحابہ کے سنہری دور کی یاد تازہ ہو گئی۔ اور جس طرح 'جب سونا آگ میں پڑتا ہے تو کندن بن کے نکلتا ہے' اسی طرح جماعت احمدیہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں اور اس کی نصرت و تائید کے لاتعداد جلووں کے ساتھ ہر قسم کے ہولناک مصائب کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے پہلے سے زیادہ مضبوط اور مستحکم ایمان اور اخلاص و جانثاری کے غیر متزلزل جذبوں اور لازوال عزم کے ساتھ دین اسلام کی سربلندی اور دعوت الی اللہ کے میدانوں میں نمایاں کامیابیوں کے تاج پہنے ہوئے منصۂ عالم پر ابھری۔ وہ دشمن بدنوا جو اس بہیمانہ قانون کے ذریعہ بزعم خویش احمدیت کا گلا گھونٹنا چاہتا تھا خدائے ذوالجلال نے خود اس کو پارہ پارہ کر کے رکھ دیا اور صداقت احمدیت کی آسمانی آوازیں شش جہات میں گونجنے لگیں۔ وہ بدنہاد دشمن جو اس الٰہی جماعت کو جڑ سے اکھیڑ پھینکنے کے دعوے کرتا تھا وہ خدائے قہار کے غضب کا نشانہ بن کر اس دنیا میں ہی دہکتی ہوئی آگ میں جل کر خاکستر ہوا اور جماعت احمدیہ خدا کے نور کی مشعلیں اپنے ہاتھوں میں لئے، اس کی عظمت اور توحید کے پاکیزہ گیت گاتے ہوئے ملک ملک میں تیزی سے پھیلنے لگی۔

۱۹۸۴ء میں صرف ۹۱ ممالک میں جماعت قائم تھی لیکن سال گزشتہ یعنی ۲۰۰۰ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقع پر حضرت امیر المومنین نے یہ بشارت دی کہ ان سولہ سالوں میں ۷۹ نئے ممالک میں احمدیت کا نفوذ ہوا اور اب یہ تعداد ۱۷۰ ہو چکی ہے۔ اور امسال یعنی ۲۰۰۱ء میں یقیناً یہ تعداد اس سے بھی زیادہ ہو گی۔ اس آرڈیننس کے بعد پاکستان میں جس طرح احمدیہ مساجد کے انہدام اور ان کی بیحرمتی اور قرآن مجید اور اسلامی لٹریچر کی جماعت احمدیہ کی طرف سے اشاعت پر پابندیاں لگائی گئیں۔ اس کے برعکس خدا تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ان ستره سال میں کثرت کے ساتھ دنیا بھر میں قرآن مجید اور دیگر اسلامی کتب کی اشاعت کی توفیق بخشی۔ ۵۳ زبانوں میں مکمل تراجم قرآن شائع ہوئے اور کم و بیش سوا سو زبانوں میں منتخب آیات قرآنی، منتخب احادیث نبویہ، منتخب تحریرات و فرمودات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اور دیگر اسلامی لٹریچر شائع کیا گیا۔ کثرت سے مساجد کی تعمیر ہوئی جو پہلے سے کہیں بڑی اور وسیع اور ظاہری و باطنی حسن سے آراستہ اور خدا کے عبادت گزار مخلص بندوں سے معمور ہیں اور دنیا بھر میں تعمیرات مساجد کی مہم میں ایک غیر معمولی تیزی آ گئی۔

کجا ۱۹۸۴ء کا وہ وقت جب ہر سال چند ہزار لوگ اس سلسلہ عالیہ احمدیہ میں داخل ہوتے تھے اور کجا یہ دور بھی آیا کہ ۲۰۰۰ء کے جلسہ سالانہ برطانیہ کے موقعہ پر عالمی بیعت میں صرف ایک سال کے اندر ۱۱۷ ممالک کی ۳۳۸ قوموں کے چار کروڑ تیرہ لاکھ آٹھ ہزار سے زائد افراد جماعت احمدیہ مسلمہ میں شامل ہوئے۔ غرضیکہ ہر اس پہلو سے جہاں دشمن نے وار کیا جماعت احمدیہ نے اپنے مقدس امام کی اطاعت میں عظیم الشان مومنانہ ردّ عمل ظاہر کیا اور حیرت انگیز اخلاص اور قربانی کے شاندار نمونے ظاہر کئے۔

شریروں پر پڑے ان کے شرارے — نہ ان سے رک سکے مقصد ہمارے

دوسری طرف وہ بدنصیب ملک جس میں ابھی تک یہ منحوس آرڈیننس قائم ہے اس کا یہ حال ہوا ہے کہ وہاں اسلام کا نفاذ تو کیا ہونا تھا سرکاری قانون کی رو سے مسلمان کہلانے والوں میں سے رہا سہا اسلام بھی جاتا رہا اور امن و آشتی کے علمبردار اس دین کی طرف منسوب ہونے والے فتنہ و فساد اور دہشت گردی اور خوف و ہراس کی دلدل میں دن بدن زیادہ پھنستے چلے جا رہے ہیں۔ احمدیوں کو مسجدوں سے روکنے والوں اور احمدیوں کی مساجد کی بربادی کے درپے ان لوگوں کی اپنی مساجد اور معابد ویرانی اور فتنوں کی آماجگاہ بن گئی ہیں اور مسجدوں پر بم دھماکے اور نمازیوں پر کلاشنکوف سے حملے وہاں کا معمول بن چکا ہے۔ وہ دین جس نے جان مال اور عزت و آبرو کی حرمت کو قائم کیا تھا آج اس کی طرف منسوب ہونے والوں کا یہ حال ہے کہ وہاں نہ جان محفوظ ہے، نہ مال اور نہ عزت و آبرو۔ قتل و غارت، اغوا، ڈکیتی اور آبروریزی کے واقعات اتنے زیادہ ہیں کہ اخباروں کے صفحات ایسی خبروں سے کالے ہوئے ہوتے ہیں۔

کلمہ طیبہ، قرآن کریم اور شعائر اسلام کی حرمت ان کے دلوں سے بالکل اٹھ چکی ہے۔ آنحضرتؐ اور آپؐ کے صحابہ کے مقدس ناموں پر دہشت گردوں کی تنظیمیں قائم کر کے خون خرابہ اور قتل و غارتگری میں مبتلا ہیں۔ اور وہ شخص جس نے یہ ظالمانہ آرڈیننس جاری کیا تھا اسے اب ساری دنیا لعن طعن کرتی ہے۔ ملک کے اخبارات و جرائد اسے جھوٹا، فریبی، منافق اور فرقہ واریت کو ہوا دینے والا قرار دیتے ہیں اور حقائق و واقعات کے حوالہ سے برملا اس امر کا اظہار کر رہے ہیں کہ ملک کی موجودہ ابتر صورتحال کا سب سے زیادہ ذمہ دار یہی شخص تھا۔ اسی کے دور میں منشیات کا رواج بڑھا اور ہر قسم کی بدیاں تیزی سے نشوونما پانے لگیں۔

مگر حیرت اور افسوس کا مقام ہے کہ اس کی عبرت انگیز ہلاکت کے بعد کی حکومتوں کو ابھی تک یہ بصیرت حاصل نہیں ہوئی یا علم ہونے کے باوجود یہ جرأت اور توفیق عطا نہیں ہوئی کہ وہ اس منحوس قانون کو اپنے آئین سے نکال کر باہر پھینکیں جس کی نحوست نے سارے ملک کو ذلت و ادبار کی اتھاہ گہرائیوں میں دھکیل دیا ہے۔

ذلت و نکبت و خواری ہوئی 'مسلم' کے نصیب — دیکھئے اور ابھی رہتا ہے کیا کیا ہو کر

بقیہ: خلاصہ خطبہ جمعہ از صفحہ اول

اس کی رحمت کا ایک حصہ ہے جس سے بنی نوع انسان نے استفادہ کیا ہے۔ باقی سب ان لوگوں کے لئے ہے جنہیں مرنے کے بعد اس رحمت سے حصہ دیا جائے گا۔

ایک حدیث میں ہے کہ نماز کے دوران ایک اعرابی نے یوں دعا کی کہ اے اللہ! صرف مجھ پر اور محمدؐ پر رحم فرما۔ نماز کے بعد آنحضورؐ نے اسے فرمایا کہ تم نے اللہ کی وسیع رحمت کو محدود کرنے کی کوشش کی ہے۔ اسی طرح ایک حدیث میں ہے کہ ایک جنگ کے بعد آنحضرتؐ کے پاس قیدی آئے۔ ان میں ایک عورت بھی تھی۔ اس کے پستان سے دودھ پھوٹ رہا تھا کیونکہ اس کا بچہ مر چکا تھا۔ وہ کسی دوسرے بچے کو دیکھتی تو اسے دودھ پلانے لگتی۔ حضور اکرمؐ نے فرمایا کیا تم خیال کر سکتے ہو کہ یہ عورت اپنے بچہ کو آگ میں پھینک دے گی۔ صحابہ نے عرض کی کہ جہاں تک اس کے لئے ممکن ہوا یہ ہرگز ایسا نہ کرے گی۔ تو حضور اکرمؐ نے فرمایا اللہ اپنے بندوں پر اس سے بھی زیادہ رحم کرنے والا ہے جتنا یہ عورت اپنے بچے پر کر سکتی ہے۔ ایک اور موقع پر آپؐ نے فرمایا کہ رحمت صرف بدبخت سے ہی چھینی جاتی ہے۔

روایات میں ہے کہ ایک روز کسی نے حضور اکرمؐ سے عرض کی کہ کیا مشرکوں کے لئے بددعا کی جائے۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ میں لعنت کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا گیا۔ حضور ایدہ اللہ نے فرمایا کہ اس سے ظاہر ہے کہ مشرک جب تک زندہ ہے اس کی ہدایت کے لئے دعا منع نہیں ہے۔ ہاں اگر کوئی مشرک شرک کی حالت میں مر جائے اور قطعی طور پر علم ہو کہ وہ خدا اور رسول کا دشمن تھا تو اس کے لئے دعا جائز نہیں۔ اگر کوئی لاعلمی میں شرک کر رہا ہے تو ہرگز بعید نہیں کہ اللہ تعالیٰ اسے معاف فرما دے۔

حضور ایدہ اللہ نے رحم مادر اور رحمانیت کے درمیان تعلق پر روشنی ڈالنے والی حدیث نبوی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ ایسا شخص جو قطع رحمی کرتا ہے وہ بہت بدنصیب ہے۔ اس بات کو پلّے باندھ لیں کہ کبھی جماعت احمدیہ میں کوئی صلہ رحمی کو کاٹنے والا نہ پیدا ہو۔

حضور ایدہ اللہ نے مفردات امام راغب کے حوالہ سے رحمان اور رحیم کے معنوں میں فرق کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ رحمٰن کی صفت اللہ کے لئے خاص ہے لیکن رحیم کا لفظ مختلف معنوں میں انسان کے لئے بھی بولا جاتا ہے۔

اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے اس موضوع پر حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی مختلف تحریرات پڑھ کر سنائیں اور ساتھ ساتھ ان کی ضروری تشریح اور وضاحت بھی بیان فرمائی۔ حضور نے بتایا کہ خدا تعالیٰ کی رحمانیت میں کسی کے عمل کا دخل نہیں۔ رحمانیت آغاز میں کسی کو کوئی چیز رحمت کے طور پر دینا ہے اور رحیمیت اس کی محنت کو قبول کرنا اور بار بار رحم فرمانا۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی تمام صفات حسنہ پر غور کریں تو وہ رحمانیت اور رحیمیت سے پھوٹتی ہیں اور ربوبیت سے ترویج پاتی ہیں۔

کہتے ہیں تثلیث کو اب اہل دانش الوداع

کسرِ صلیب اور اہلِ دانش

(انور محمود خان ۔ لاس انجلیز(کیلیفورنیا)امریکہ)

(دوسری قسط)

دوسری انجیلی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا:

"چنانچہ انجیلوں کے دیکھنے سے صاف طور پر پایا جاتا ہے کہ پلاطوس نے کئی دفعہ ارادہ کیا کہ مسیح کو چھوڑ دے لیکن یہودیوں نے کہا کہ اگر تو اس مرد کو چھوڑ دیتا ہے تو تُو قیصر کا خیر خواہ نہیں ۔اور یہ کہا کہ یہ باغی ہے اور خود بادشاہ بننا چاہتا ہے۔دیکھو یوحنا باب ۱۹ آیت ۱۲۔اور پلاطوس کی بیوی کی خواب اور بھی اس بات کی محرک ہوئی تھی کہ کسی طرح مسیح کو مصلوب ہونے سے بچایا جائے ورنہ ان کی اپنی تباہی ہے۔مگر چونکہ یہودی ایک شریر قوم تھی اور پلاطوس پر قیصر کے حضور میں مخبری کرنے کو بھی طیار تھے۔اس لئے پلاطوس نے مسیح کو چھڑانے میں حکمت عملی سے کام لیا۔اوّل تو مسیح کو مصلوب ہونا ایسے دن پر ڈال دیا کہ وہ جمعہ کا دن تھا اور صرف چند گھنٹے دن سے باقی تھے اور بڑے سبت کی رات قریب تھی اور پلاطوس خوب جانتا تھا کہ یہودی اپنی شریعت کے حکموں کے موافق صرف شام کے وقت تک ہی مسیح کو صلیب پر رکھ سکتے ہیں اور پھر شام ہوتے ہی ان کا سبت ہے جس میں صلیب پر رکھنا روا نہیں۔چنانچہ ایسا ہی ہوا اور مسیح شام سے پہلے صلیب پر سے اتارا گیا اور یہ قریب قیاس نہیں کہ دونوں چور جو مسیح کے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے وہ زندہ رہے مگر مسیح صرف دو گھنٹہ تک مر گیا"۔(مسیح ہندوستان میں ، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۸)

انجیل کے اس بیان سے پانچ امور واضح ہیں:

(۱)...... حضرت مسیح کے حق میں پلاطوس کا رویہ رحمدلی پر مبنی تھا۔

(۲)...... پلاطوس کی بیوی کا خواب ، پلاطوس کے منشاء اور ارادہ میں مفید ثابت ہوا۔

(۳)...... پلاطوس نے مسیح کو چھڑانے کے لئے ایسا دن اور وقت مقرر کیا جس سے یہ یقین ہو جائے کہ مسیح کم سے کم وقت کے لئے صلیب پر رہے۔

(۴)...... مسیح کو شام ہونے سے قبل ہی صلیب سے اتار لیا گیا۔

(۵)......چونکہ مسیح کے ساتھ مصلوب چور اس عرصہ میں صلیب کے بعد زندہ رہے عین ممکن ہے کہ مسیح بھی باقی دو افراد کی طرح زندہ ہوں۔

متعدد مغربی مفکرین انجیل کی ان سطور کو پڑھ کر اسی نتیجہ پر پہنچتے ہیں جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مترتب فرمائے۔چند حوالہ جات درج ذیل ہیں:

☆...... مائیکل بیجنٹ (Michael Baigent)، رچرڈ لائی(Richard Leigh)، اور ہنری لنکن (Henry Lincoln)نے بین الاقوامی مقبول عام کتاب "مقدس خون اور مقدس گریل" (The Holy Blood and The Holy Grail)میں لکھا ہے

"Whatever his motivation there is in any case, no question that Pilate is somehow intimately involved in the affair. He acknowledges Jesus' claim as 'King of the Jews'. He also expresses, of feigns to express,surprise Jesus' death occures as quickly as it apparently does.And most important of all,he grants Jesus' body to Joseph of Arimathea. According to Roman law at the time a crucified man was denied all burial. Indeed, guards were customarily posted to prevent relatives or friends removing the bodies of the dead. The victim would simply be left on the cross, at the mercy of elements and carrion birds. Yet Pilate, in a flagrant breach of procedure, readily grants jesus' body to Joseph Arimathea. This clearly attests to some complicity on Pilate's part. And it may attest toother things as well."

(Baigent,Michael,Richard Leigh anf Henry Lincoln, The Holy Blood and the Holy Grail, London: Transworld Publishers Ltd.1993 page 356)

یعنی "قطع نظر اس کے کہ پلاطوس کے کیا محرکات تھے لیکن یہ بالکل واضح ہے کہ اس نے مسیح کے اس مقدمے میں گہری دلچسپی لی۔اس نے مسیح کے نام نہاد ٹائٹل "یہودیوں کا بادشاہ"کو تسلیم کیا۔ اس نے مسیح کی اس قدر جلد وفات پر تعجب کا اظہار کیا اور سب سے زیادہ اہم امر یہ ہے کہ اس نے جوزف آر میتھیا کو مسیح کی مبینہ لاش سپرد کر دی جبکہ رائج الوقت طریق یہ تھا کہ مصلوب زدہ کو دفن کے کوئی اختیارات حاصل نہ تھے۔یقیناً لاش کی حفاظت کے لئے محافظین مقرر کئے گئے تھے۔ مصلوب زدہ کو صلیب پر چھوڑ دیا جاتا تھا تاکہ وہ حوادث زمانہ اور خونخوار جانوروں کی نظر ہو جائے لیکن پلاطوس نے رائج الوقت اصولوں کی پرواہ کئے بغیر مسیح کی مبینہ لاش جوزف کے حوالے کر دی۔یہ پلاطوس کی نرم دلی پر گواہ ہے اور کچھ اور امور بھی واضح کرتی ہے"۔

☆......ارنسٹ رینن نے اپنی کتاب The Life of Jesus میں اس تائید کو یوں پیش کیا:

" Pilate then,would have liked to save Jesus...... According to a tradition Jesus found a supporter in the wife of the Procurator himself...... and the idea that the blood of this beautiful young man was about to be spilt, weighed upon her mind. Certain it is that Jesus found Pilate prepossessed in his favour. The Governor questioned him with kindness, and with the desire to find an excuse for sending him away pardoned." *(Renan,Ernest 'The life of Jesus, translated by J.K.Allen, New York Modem Librart)*

یعنی "پلاطوس مسیح کو بچانا چاہتا تھا۔ایک روایت کے مطابق مسیح کو گورنر کی بیوی کی صورت میں ایک ہمدرد مل گیا۔یہ تصور کہ ایک بے گناہ کا خون ہوا چاہتا ہے اس کو ناگوار گزرا اور اس کے ذہن پر اس کا گہرا اثر ہوا۔یہ امر یقینی ہے کہ پلاطوس حقیقی طور پر مسیح کا ہمدرد تھا۔ گورنر نے اس سے نہایت نرم دلی سے استفسار کیا اور وہ مسیح کو بے گناہ واپس بھیجنے کا بہانہ تلاش کر رہا تھا"۔

☆......اینڈریا فیبر کائزر (Andrea Faber-Kaiser) اپنی تصنیف "مسیح صلیب پر فوت نہیں ہوئے" (Jesus did not die on the Cross) میں یوں لکھتے ہیں:

"An interesting light on Pilate's opinions about Christ is provided by a letter that he wrote to Tiberius Caesar in 32 A.D..... a young man appeared in Galilee, in the name of God who sent him, preached a new law,humility. At first I thought that his intention was to stir up a revolt among people against the Romans. My suspicion were soon dispelled. Jesus of Nazareth spoke more as a friend of the Romans than as a friend of the Jews."

(Faber-Kaiser, Andreas,Jesus did not die on the Cross.London:Gordon Cremonesi Ltd. 1977 page 23-25)

یعنی "مسیح کے بارہ میں پلاطوس کی رائے پر پلاطوس کا ایک خط جو اس نے طبریس بادشاہ کو لکھا دلچسپ روشنی ڈالتا ہے۔یہ خط 32 A.D. میں لکھا گیا ...... ایک نوجوان نے ایک نیا قانون گلیل میں پیش کیا جو کہ اس کے خدا نے اس کو بھیجا تھا اور وہ نیا قانون عاجزی اور انکساری تھا۔پہلے میرا خیال تھا کہ وہ عوام کو رومی حکومت کے خلاف بھڑکا رہا ہے لیکن میرے اس شبہ کا جلد ازالہ ہو گیا۔ مسیح، رومی حکومت کا خیر خواہ اور دوست ثابت ہوا نہ کہ یہودیوں کا دوست"۔

مزید لکھتے ہیں:

"....His (Pilate) only option was to carry out the execution in such a way that Jesus might survive it, unknown to his enemies. In this context it is particularly interesting that he arranged the crucifixion for shortly before the commencement of Jewish Sabbath-sunset on Friday-as, under the Jewish law, criminals could not be left hanging after the Sabbath had begun."*(Ibid)*

یعنی "پلاطوس کے لئے صرف ایک راستہ ممکن تھا کہ مسیح کو اس رنگ میں سزا دی جائے کہ وہ زندہ رہے اور اس کے دشمن اس سے بے خبر رہیں۔ چنانچہ اس نے صلیب کے واقعہ کا دن ایسا مقرر کیا جو یہودیوں کے سبت کا دن تھا۔اور وقت بھی ایسا تھا کہ ملزموں کو سبت کے دن شروع ہونے سے قبل صلیب سے اتارنا ضروری تھا کیونکہ کوئی شخص سبت کے بعد صلیب پر چڑھا نہ رہ سکتا تھا"۔

تیسری انجیلی شہادت

انجیل کی وہ شہادت جو طبی امور پر مبنی ہے کے بارہ میں حضور اقدس علیہ السلام فرماتے ہیں:

"...... تب سپاہیوں نے آکر پہلے اور دوسرے کی ٹانگیں جو اسکے ساتھ صلیب پر کھینچے گئے تھے توڑیں۔ لیکن جب انہوں نے یسوع کی طرف آ کے دیکھا کہ وہ مر چکا ہے تو اس کی ٹانگیں نہ توڑیں۔ پر سپاہیوں میں سے ایک نے بھالے سے اس کی پسلی چھیدی اور فی الفور اس سے لہو اور پانی نکلا۔دیکھو یوحنا باب ۱۹ آیت ۳۱ سے ۳۴ تک۔ان آیات سے صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ اس وقت کسی مصلوب کی زندگی کا خاتمہ کرنے کے لئے یہ دستور تھا کہ جو صلیب پر کھینچا گیا ہو اس کو کئی دن صلیب پر رکھتے تھے اور پھر اس کی ہڈیاں توڑتے تھے لیکن مسیح کی ہڈیاں نہیں توڑی گئیں اور وہ ضرور صلیب پر سے ان دو چوروں کی طرح زندہ اتارا گیا۔ اسی وجہ سے پسلی چھیدنے سے خون بھی نکلا۔مردہ کا خون جم جاتا ہے"۔(مسیح ہندوستان میں ، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۲۷)

☆......سویڈن کے ڈاکٹر ہیوگو ٹال (Dr. Hugo Toll) نے لکھا:

"If Jesus had been dead, no blood would have come."

(Dr.Toll Hugo, Dog Jesuspa Korset? English rendering by The Review of Religions No.9 1928)

یعنی "اگر مسیح مردہ تھے تو کسی قسم کا خون ان کے زخم سے جاری نہ ہوتا"۔

(بحوالہ ریویو آف ریلیجنز نمبر ۹۔۱۹۲۸ء)

☆......ایچ سپنسر لوئیس (H.Spencer Lewis) لکھتے ہیں:

"The blood flowing from the wounds proved that the body was not lifeless and so the cross was immediately taken down and his body removed from it."

(Lewis,H.Spencer,The Mystical Life of Jesus. San Jose.CASupreme Grand Lodge of AMORC,1982)

یعنی "مسیح کے زخموں سے خون کا جاری ہونا یہ ثابت کرتا ہے کہ مسیح کا بدن مردہ نہیں تھا۔ اسی وجہ سے انہیں صلیب پر سے فوراً اتار لیا گیا"۔

☆...... دو محققین رابرٹ گریوز (Robert Greves) اور جاشوا پوڈرو (Joshua Podro) نے ۱۹۵۷ء میں اپنی کتاب "مسیح روم میں" (Jesus in Rome) میں تحریر کیا:

"The consequent outflow of blood plus water proves that Jesus was still alive then. His body conserved its heat in the tomb due to having been wrapped in the shroud, which they presume was heavily smeared with spikenard ointment."

(Graves,Robert and Podro Joshua,Jesus in Rome: A Historical Conjecture, London: Cassel &Co.,1957)

یعنی "نتیجۃً خون اور پانی کا باہر کی طرف بہہ جانا یہ بتلا رہا ہے کہ مسیح اس وقت تک زندہ تھے۔ مسیح کے جسم نے ٹومب میں گرمی کو سمیٹ لیا کیونکہ آپ کو چاروں طرف سے لپیٹا ہوا تھا اور یہ چادریں بڑی مقدار میں مرہم سے رچی ہوئی تھیں"۔

☆......ڈین فرار (Dean Farrar) نے یہ تصدیق کی کہ مسیح بظاہر بے جان نظر آئے۔

"Jesus only seemed to have died".

(Farrar.F.W. The life of Christ, London. Cassel Peter and Galgin, 1874. page 421.)

☆......آندریا فیبر کائزر نے یہ تاثر پیش کیا:

"If Jesus had been dead, only thick drops of blood would have passed from the wound."

(Faber-Kaiser, page 27)

یعنی "اگر مسیح مر چکے ہوئے ہوتے تو صرف گاڑھا خون زخموں سے خارج ہوتا"۔

☆......ہولجر کرسٹن (Holger Kersten) اپنی کتاب 'مسیح ہندوستان میں رہے' میں لکھتے ہیں:

"The special emphasis so evidently put on testifying to the blood and water that flowed from Jesus' side is actually intended to make it clear that Jesus was still alive."

(Kersten, Holger,Jesus lived in India. page 180)

یعنی "اس شہادت کو کہ جب مسیح کو بھالا مارا گیا تو خون اور پانی جاری ہوا، اس خصوصیت سے بیان کرنا یہ بتلاتا ہے کہ مسیح اس وقت زندہ تھے"۔

☆......ہوشون فیلڈ (Hugh Schonfield) نے لکھا:

"The reported emission of blood shows at least that life was still in him."

(Schonfield,Hugh,The Passover Plot,U.K.:Elements Books Ltd. 1965, page 193)

"اخراج خون کا بیان یہ ظاہر کرتا ہے کہ مسیح زندہ تھے"۔

☆......گلاسگو یونیورسٹی کے Senior Anesthesiologist ڈاکٹر ڈبلیو بی پرائم روز (Dr.W.B.Primrose) نے اپنی رائے تھنکرز ڈائجسٹ میں یوں تحریر کی:

"Judged by purely medical evidence provided in the Gospel accounts,it would appear that such evidence is not sufficient to pronounce (in the light of modern medical knowledge) with absolute certainty that Jesus was actually dead when his body was removed from the cross. This may seem to be a negative conclusion but it is of great importance in any interpretation of Resurrection appearances."

(Dr.Primerose, W.B. 'A surgeon looks at the crucifixion' Thinker's Digest winter 1949.)

یعنی "اگر صرف طبی نکتہ نگاہ سے انجیل کی تفصیلات کو دیکھا جائے تو یہ واضح ہوتا ہے کہ انجیل کے بیان سے یہ ظاہر نہیں ہوتا کہ مسیح اس وقت واقعی طور پر فوت ہو چکے تھے جب آپ کو صلیب سے اتارا گیا۔ بظاہر یہ منفی نتیجہ ہے لیکن دوبارہ جی اٹھنے کے مضمون کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل ہے"۔

☆......ملکہ انگلستان کے سابق ذاتی ڈاکٹر جناب ٹریور ڈیویز اور ان کی اہلیہ مارگریٹ ڈیویز نے ۱۰؍اپریل ۱۹۹۱ء کے شہرہ آفاق میڈیکل جریدے جرنل آف رائل کالج آف فزیشنز آف لندن میں ایک مقالہ شائع فرمایا جس کا عنوان تھا "مر کر جی اٹھنا یا بیہوش کو ہوش میں لانا"۔ اس میں آپ نے نہایت واضح طور پر بحیثیت ایک فزیشن یہ اعلان کیا:

"*At his crucifixion, Jesus was in shock and hypotensive, and lost consciousness because of diminished blood supply to the brain. His ashen skin and immobility were mistaken for death* and there is no doubt that the bystanders believed he was dead. The cry (and there is little agreement about what may have been said) may not have been more than a loud expiration preceding syncope. Oxygen supply to the brain remained minimal, but above a critical level, *until the circulation was restored when he was taken down from the Cross and laid on the ground.* Chill during the eclipse of the sun helped to maintain the blood pressure. As Jesus showed signs of life he was not placed in a tomb (Which may have been intention to avoid burial rites on the Sabbath) *but taken away and tended.....*"

(Journal of Royal college of Physicions April 1991)

یعنی "صلیب پر مسیح Shock کی حالت میں تھے اور ان کے دماغ تک کمی خون کے نتیجہ میں بیہوشی طاری ہو گئی۔ ان کی حالت سکوت اور جلد کے تغیرات کو غلطی سے وفات تصور کر لیا گیا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ ارد گرد موجود افراد نے یہ باور کر لیا کہ وہ وفات پا گئے۔ ان کا چیخنا (جس کے بارہ میں بیانات میں اختلاف ہے) (جو اونچی آواز سے تھا) Syncope سے قبل ایک گہرا سانس تھا۔ ان کے دماغ تک آکسیجن کی رسائی محدود رہی لیکن خطرناک حد سے باہر رہی یہاں تک کہ ان کو صلیب سے اتار کر لٹایا گیا۔ تب آکسیجن کی یہ رسائی بحال ہو گئی۔ گرہن کے دوران درجہ حرارت کی کمی نے ان کے خون کا دباؤ بحال رکھا اور چونکہ مسیح نے زندگی کے آثار ظاہر کئے ان کو دفن نہیں کیا گیا بلکہ ان کی دیکھ بھال کی گئی"۔ (صفحہ ۱۶۷ تا ۱۷۰)

ان تمام آراء سے جو طبی دنیا کے ماہرین نے اپنے اپنے تجربات اور علم کے نتیجہ میں پیش کیں ثابت ہوتا ہے کہ وہ متفقہ طور پر یقین رکھتے ہیں کہ جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو صلیب سے اتارا گیا تو اس وقت آپ زندہ تھے اگرچہ بے ہوش تھے اور یہی نظریہ قرآن کریم کی روشنی میں حضرت مسیح موعودؑ نے پیش فرمایا۔

چوتھی انجیلی شہادت

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"متی باب ۱۲ آیت ۴۰ میں لکھا ہے کہ جیسا کہ یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہا ویسا ہی ابن آدم تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ اب ظاہر ہے کہ یونس مچھلی کے پیٹ میں مرا نہیں تھا اور اگر زیادہ سے زیادہ کچھ ہوا تھا تو صرف بیہوشی اور غشی تھی اور خدا کی پاک کتابیں یہ گواہی دیتی ہیں کہ یونس خدا کے فضل سے مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہا اور زندہ نکلا اور آخر قوم نے اسے قبول کیا۔ پھر اگر حضرت مسیح علیہ السلام زمین کے پیٹ میں مر گئے تھے تو مردہ کو زندہ سے کیا مشابہت اور زندہ کو مردہ سے کیا مناسبت؟"۔ (مسیح ہندوستان میں، روحانی خزائن جلد ۱۵ صفحہ ۱۶)

اس عظیم الشان اور محکم استدلال کا دنیائے عیسائیت کے پاس کوئی جواب نہیں بلکہ حقیقت یہ ہے کہ انجیل کے اس بیان کو حیات مسیح پر دلیل ٹھہرانے کا علم کلام صرف اور صرف حضرت مرزا صاحب نے ہی پیش فرمایا۔ گزشتہ صدی میں اس علم کلام کو اپنانے والے کئی محققین ہیں۔ ذیل میں ایک جرمن اور دو امریکن محققین کی آراء پیش کی جا رہی ہیں۔

☆......جرمن محقق ہولجر کرسٹن (Holger Kersten) اپنی کتاب "مسیح ہندوستان میں رہے" میں رقمطراز ہیں:

" One or two passages of the Gospels seem also to confirm Jesus' survival of the crucifixion. Jesus made a statement comparing himself to Jonah, who had survived being ingested into the belly of whale and had been then reappeared. If Jesus had been lying dead in his sepulcher, there would be no parallels to be drawn between the two. For as Jonas was three days and three nights in the Whale's belly; so shall the Son of Man be three days and three nights in the heart of the earth".*(Mathew 12:40.)*

(Kersten, page 172)

یعنی "انجیل کے ایک دو بیانات قطعی طور پر یہ بتاتے ہیں کہ مسیح صلیبی موت سے محفوظ رہے اور زندہ اتار لئے گئے۔ مسیح نے ایک عبارت میں اپنے آپ کو یونس نبی سے موازنہ کیا ہے جو کہ مچھلی کے پیٹ سے زندہ واپس آئے۔ اگر مسیح وفات شدہ کی حالت میں تھے تو دونوں کا کوئی موازنہ نہیں ہو سکتا۔ یعنی جیسا کہ یونس تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں رہے اسی طرح مسیح بھی تین رات دن زمین میں رہیں گے"۔

☆......ڈاکٹر جیمز ڈیئر ڈارف (Dr.James Deardorff) نے اپنی تصنیف "مسیح ہندوستان میں" (Jesuss in India) میں یوں تحریر کیا:

" 'Jesus' NT prophecy after three days I will rise again seems most poignant. However it applies to the revival hypothesis at least as well as to the resurrection concept. "I will rise again"says nothing about resurrection: it says merely that the speaker will then be up and about again. Jesus' mention of the sign of Jonah is said to have survived three days and nights inside the "big fish" he did not die therein and then undergo resurrection.

It must be noted that if the present interpretation is correct, and if clear quotations from Jesus on this existed within a sourse document, the later would have been edited or redacted as necessary to remove any offensive or heretical statements. It is then quite plusible that Jesus had spoken more clearly as to the meaning of the sign of Jonah than what endures within the Gospels,and that he had alluded to Jonah having survived three days and nights in the belly of fish and then having emerged alive."

(Deardoff. page 186)

یعنی "مسیح کے یہ الفاظ کہ میں یونس نبی کا نشان دکھاؤں گا۔ یونس مچھلی کے پیٹ میں تین رات دن زندہ رہے وہ وہاں مرے نہیں اور نہ مر کر جئے۔ اگر یہ امر قابل توجہ ہے کہ اگر یہ استدلال درست سمجھا جائے اور اگر اس بارے میں مزید واضح بیانات موجود تھے تو وہ یقیناً اختراع سمجھ کر حذف کر دئے گئے ہونگے تا کہ کوئی جارحانہ پہلو یا ردوبدل بیانات میں نہ سمجھا جائے۔ یہ بعید از عقل نہیں کہ مسیح نے یونس نبی کے نشان کے بارے میں بہت کچھ بیان کیا ہو گا جو بائبل میں محفوظ نہ رہ سکا یعنی اس امر کی تفصیلات کہ یونس نبی تین رات دن مچھلی کے پیٹ میں زندہ رہے اور زندہ ہی واپس اگل دئے گئے"۔ (صفحہ ۱۸۶)

☆......مارک میسن (Mark Mason) نے بھی یونس نبی کے نشان کے بارہ میں اپنی کتاب

باقی صفحہ نمبر ۹ پر ملاحظہ فرمائیں

Money Matters
Mortgages, Remortgages
Secured-unsecured Loans
Homeowner Loans,
Tenent Loans,Personal Loans,
Credit Cards,
Current-Savings accounts,
Business Finance
FEEL FREE TO CCONTACT
Mr.Khalid Mahmood
Tel:020 8649 9681 Fax:020 8686 2290
Mobile: 07931 306576
Your home is at risk if you do not keep up repayments on martgage or any other loane secured on it

خطبہ جمعہ

حسد سے بچو کیونکہ یقیناً حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو

اخلاق سے ہی دنیا کے دل جیتے جا سکتے ہیں۔ اس جماعت کا فرض ہے کہ اخلاق کے ساتھ دلوں پر حکومت کرے

احمدیوں کو ایک دوسرے کے اخلاق کی نگرانی اس طرح کرنی چاہئے کہ جیسے انسان شیشہ دیکھتا ہے تو وہ اسے اس کے داغ دکھا دیتا ہے مگر اس طریق پر کہ اس کو غصہ نہیں آتا اور وہ دوسرے کو اس کے عیوب نہیں دکھاتا

(حسد کے متعلق قرآن مجید، احادیث نبویہ اور ارشادات حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے حوالہ سے جماعت کو نصائح)

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا طاہر احمد خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز- فرمودہ ۲۳؍مارچ ۲۰۰۱ء بمطابق ۲۳؍امان ۱۳۸۰ھ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن (برطانیہ)

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له وأشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فأعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم-

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ . مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ . وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ. وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِي الْعُقَدِ . وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾۔(سورۃ الفلق)

تُو کہہ دے کہ میں (چیزوں کو) پھاڑ کر (نئی چیز) پیدا کرنے والے ربّ کی پناہ مانگتا ہوں۔ اُس کے شر سے جو اس نے پیدا کیا۔ اور اندھیرا کرنے والے کے شر سے جب وہ چھا چکا ہو۔ اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے۔ اور حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے۔

یہ سورۃ الفلق کی تلاوت میں نے کی ہے۔ اس سورۃ میں یہ جو فرمایا گیا ہے کہ ان چیزوں کے شر سے جو تو نے پیدا کی ہیں۔ سب سے پہلے اس بات پر غور ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تو کوئی شر نہیں پیدا کیا۔ پھر ان کے شرّ سے کیسے پناہ مانگتے ہیں جو خدا نے پیدا فرمائی ہیں۔ در حقیقت اللہ تعالیٰ نے ہر چیز بھلائی کے لئے پیدا کی ہے اور اس کے فقدان کا نام شرّ ہے جیسے سایہ اپنی ذات میں کوئی حقیقت نہیں ہے ہاں جب روشنی اور انسان کے سائے کے درمیان میں انسان کا علم کھڑا ہو جاتا ہے تو روشنی کے فقدان کا نام شرّ ہے جیسے اس سائے کا نام شرّ ہوتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے تو ہر چیز بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے پیدا فرمائی ہے۔ شرّ اس بھلائی سے فائدہ نہ اٹھانے کا نام ہے۔

'اور اندھیرا کرنے والے کے شرّ سے جب وہ چھا چکا ہو'۔ اس سے مراد ایسی راتیں ہیں جب انسان کو کچھ سجھائی نہیں دیتا اور پورا ایک اندھیرے کا عالم طاری ہو جاتا ہے جس کے نتیجہ میں انسان کو سوائے گمراہی کے اور کچھ نہیں ملتا۔ پس انسان کے لئے براہ راست بعض دفعہ ایسے مواقع آتے ہیں کہ جب کہ ہدایت کا سورج چھپ جاتا ہے اور اندھیرا چھا جاتا ہے۔ تو خصوصاً اس موقع پر اللہ تعالیٰ نے اندھیرے کے شرّ سے بچنے کی دعا سکھائی ہے۔

'اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے'۔ گرہوں میں پھونکنے والیاں کون ہیں۔ ایسی قومیں ہیں جو Divide and Rule پر ایمان رکھتی ہیں اور تمام دنیا میں ان کا یہی حال ہے۔ جہاں بھی انہوں نے ملکوں پر اور نو آبادیات پر حکومت کی ہے وہاں بنیادی اصول ان کا یہی رہا کہ Divide and Rule۔ تو جو گرہوں میں پھونکنے والیاں ہیں وہ یہی قومیں ہیں جو انسان کو انسان سے لڑاتی اور طاقتور سے طاقتور ملکوں کو بھی زیر نگیں کر لیتی ہیں اس لئے کہ ان کی طاقت کو آپس میں لڑا دیتی ہیں۔

پھر 'حاسد کے شر سے جب وہ حسد کرے'۔ اب فطرۃً ایک انسان حاسد ہو سکتا ہے مگر اگر کوئی اس کا دشمن پیچھے گر رہا ہو تو اس کو حسد نہیں ہوگا۔ حسد ہمیشہ اس وقت کرے گا جب وہ ترقی کر رہا ہو۔ تو ﴿مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ میں اس بات کی پیشگوئی ہے کہ اسلام ترقی کرتا چلا جائے گا اور جب ترقی کرے گا تو دوسرے کو حسد پیدا ہوگا اور جس وقت حسد پیدا ہوگا اس وقت اس کے شرّ سے پناہ مانگو۔ 'جس وقت حسد پیدا ہوگا اس وقت شرّ سے پناہ مانگو' میں یہ پیشگوئی ہے کہ تمہیں ہمیشہ ہمیش کے لئے ترقی کی راہ پہ آگے بڑھنا ہے اور دشمن کے لئے ہمیشہ حسد کے موقعے پیدا ہوتے رہیں گے۔

اس سورۃ کی تلاوت کے بعد اور اس کی مختصر تشریح کے بعد اب میں حسد وغیرہ کے متعلق آپ کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی بعض احادیث سناتا ہوں۔

حضرت ابوہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: حسد سے بچو کیونکہ یقیناً حسد نیکیوں کو کھا جاتا ہے جیسے آگ ایندھن کو یا (راوی کہتے ہیں کہ حضورؐ نے شاید یہ فرمایا) جڑی بوٹیوں کو کھا جاتی ہے۔(سنن ابو داؤد۔ کتاب الادب)

تو جس شخص کی طبیعت میں حسد ہو اس کی کوئی بھی دعا مقبول نہیں ہوتی کیونکہ وہ ہمیشہ دشمن کو بغض کی نظر سے دیکھتا ہے اور جو اللہ کے بندوں سے بغض کرتا ہے پھر اللہ اس کو اس کی سزا بھی دیتا ہے۔

حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ ایندھن کو کھا جاتی ہے۔ اور صدقہ خطاؤں کو اس طرح بجھا دیتا ہے جس طرح پانی آگ کو بجھا دیتا ہے۔ اور نماز مومن کا نور ہے اور روزے آگ کے خلاف ڈھال ہیں۔

(سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحسد)

حضرت انس بن مالکؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: آپس میں بغض نہ رکھو۔ اور نہ ایک دوسرے سے حسد کرو۔ اور نہ ایک دوسرے کی عدم موجودگی میں اُس کی برائی بیان کرو۔ اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن جاؤ۔ کسی مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی سے تین روز سے زیادہ قطع تعلق کرے۔

(بخاری، كتاب الأدب ما يُنْهٰى عَنِ التَّحَاسُدِ والتَّدابُرِ وقوله تعالىٰ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ)

جو تین روز سے زیادہ قطع تعلق ہے یہ دنیاوی اغراض سے تعلق رکھنے والے امور ہیں۔ دنیا میں اگر اسے کسی سے نقصان پہنچا ہو تو اس کا غصہ زیادہ سے زیادہ تین دن رکھے اس کے بعد غصہ تھوک دے۔

حضرت زبیر بن عوامؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں گزشتہ اقوام کی بیماریاں آہستہ آہستہ پھیل جائیں گی جو حسد اور بُغض ہیں"۔ گزشتہ قوموں کو انہی چیزوں نے ہلاک کیا۔ حسد اور بغض ان کی ساری ترقی اور نیکی کو چاٹ گئیں۔ "اور بُغض تو مونڈ کے رکھ دینے والی بیماری ہے"۔ جیسے سر مونڈا جاتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا: "بال مونڈنے والی نہیں بلکہ دین کو مونڈ کر رکھ دینے والی۔ اُس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد کی جان ہے، تم اس وقت تک مومن نہیں کہلا سکتے جب تک باہم محبت نہ کرنے لگو گے اور وہ یہ ہے کہ آپس میں السلام علیکم کہنے کو رواج دو"۔

(مسند احمد بن حنبل۔ جلد اوّل۔ صفحہ ۱۶۴۔۱۶۵، مطبوعہ بیروت)

اب السلام علیکم تو ہمارا روزمرہ کا دستور ہے۔ ہر مسلمان جو دوسرے کو ملتا ہے السلام علیکم کہتا ہے۔ لیکن یہاں السلام علیکم سے مراد حقیقی السلام علیکم ہے۔ یعنی اس کو یہ خوشخبری دینا کہ تمہیں میری طرف سے کبھی کوئی شر نہیں پہنچے گا ورنہ اب تو السلام علیکم کہنے کے جرم میں احمدیوں کو پاکستان میں بڑی بڑی سزائیں بھی ملتی ہیں۔ تو ان کو دل میں السلام علیکم کہہ دینا چاہئے، اونچی زبان میں منحوسوں کو السلام علیکم نہیں کہنا چاہئے۔ کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے فرمایا ہے

السلام علیکم کہو اس کو رواج دو تو اس سے بغض کم ہوتا ہے اور نیکیاں پھیلتی ہیں۔ پس احمدیوں کو یہی نصیحت ہے کہ وہ دل سے ہر ایک کی اچھائی چاہیں اور اسے السلام علیکم کہیں مگر منہ سے نہ کہیں۔ ایک دفعہ کا واقعہ ہے پاکستان میں ایک احمدی نے کسی مُلّاں کو السلام علیکم کہہ دیا۔ اس نے شور مچایا اور سب اسے پکڑ کر تھانیدار کے پاس لے گئے۔ تھانیداروں میں بھی بہت سے شریف ہوتے ہیں۔ اس نے جب یہ سنا کہ السلام علیکم کے جرم میں اس کو پکڑ کر میرے پاس لائے ہیں تو اس نے کہا دیکھو آج تو میں اس کا چالان ہرگز نہیں کروں گا۔ تم جتنا مرضی زور لگالو میں ہرگز چالان نہیں کرنا۔ میرے اوپر کے افسروں سے حکم دلادو تب بھی میں نہیں کروں گا۔ اس نے السلام علیکم کہا ہے، اس میں کیا جرم ہے؟ لیکن اس احمدی کو مخاطب کر کے کہا کہ اگر آئندہ تم نے اس خبیث کو السلام علیکم کہا تو پھر میں تمہیں نہیں چھوڑوں گا۔ تم لعنۃ اللہ علیکم کہہ دیا کرو۔ اور یہ پاکستان کے قانون کے مطابق کوئی جرم نہیں۔ اس لئے آئندہ سے جب اس کی شکل دیکھو اس کو لعنۃ اللہ علیکم کہہ دیا کرو اور یہی اس کی جزا ہے۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس السلام علیکم کی بات کرتے ہیں وہ السلام علیکم دل سے نکلتا ہے اور یقین دلاتا ہے کہ میری طرف سے تمہیں کوئی شر نہیں پہنچے گا۔

حضرت زید بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ سرسبز و شاداب رکھے اُس شخص کو جس نے میری بات کو سنا اور اُسے (دوسروں تک) پہنچایا ...... تین باتیں ایسی ہیں جن کے بارہ میں ایک مسلمان کا دل کینہ نہیں رکھ سکتا: اللہ کی خاطر اخلاص سے کام کرنا۔" اب اپنے بھائیوں کو اخلاص سے کام کرتے دیکھو تو اس سے کینہ نہیں پیدا ہو سکتا اور یہ حقیقی اسلام ہے۔ "آئمۃ المسلمین کی خیر خواہی"۔ مسلمانوں کے جو ائمہ ہیں، جو سچے مسلمان ہیں ان کے لیڈر ہیں ان کی ہمیشہ خیر خواہی کرو۔ "اور اُن کی جماعت کے ساتھ چمٹے رہنا"۔ کسی قیمت پر بھی نیک لوگوں کی جماعت سے نہ ہٹنا۔ جیسے ایک مضبوط کڑے پر ہاتھ پڑ جاتا ہے جس کے لئے ٹوٹنا نہیں ہے۔ یہ حقیقی اسلام ہے۔ (سنن ابن ماجه، كتاب المقدمه)

حضرت عطاء بن ابو مسلم عبداللہ الخراسانی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایک دوسرے سے مصافحہ کیا کرو، بغض جاتا رہے گا"۔ اب مصافحہ کا بھی عام رواج ہے مگر بہت سے بدبخت مصافحہ کرتے ہیں اور دل میں برائی رکھتے ہیں اور اس کو بددعا بھی دیتے ہیں۔ اسی قسم کا واقعہ آنحضرتؐ کے زمانے میں حضرت ابو بکرؓ سے بھی مروی ہے کہ ایک منافق انسان نے آگے بڑھ کر دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور حضرت ابو بکرؓ نے بھی اس سے مصافحہ کیا۔ جب وہ چلا گیا تو اس پر ایک مومن نے جو اس بدبخت کا حال جانتا تھا کہا کہ آپ نے بھی اس سے مصافحہ کر لیا۔ وہ تو بدبخت آپ کو دل میں بددعائیں دے رہا تھا۔ تو آپؓ نے فرمایا کہ میں جانتا ہوں۔ اس نے مصافحہ کیا اپنی نیت سے، میں نے مصافحہ کیا اپنی نیت سے اور اللہ تعالیٰ اس کو اسی قسم کی جزا دے گا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم ایک سواری پر ہودج میں بیٹھے ہوئے تھے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بھی ساتھ تھیں تو ایک منافق نے آپ کو کہا السلام علیکم اور دل میں السلام کی بجائے السام علیکم پیش نظر رکھا اور جلدی سے جس طرح السلام علیکم کہہ دیتے ہیں اسی طرح اس نے جلدی میں اس طرح کہا کہ آنحضرت ﷺ سمجھیں کہ اس نے سلام کیا ہے اور پھر مجھے بھی کہیں وعلیکم السلام۔ تو حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کی: یا رسول اللہ اس نے تو السام علیکم کہا تھا۔ حضرت عائشہؓ کو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے سنا نہیں، میں نے کیا کہا تھا۔ میں نے وعلیکم نہیں کہا تھا میں نے علیکم کہہ دیا تھا۔ واؤ کا لفظ نہیں بولا میں نے۔ اس نے مجھ پر لعنت بھیجی وہ تو قبول ہو ہی نہیں سکتی۔ جب میں نے علیکم کہا تو اس کی لعنت اس پر پڑ گئی۔ پس حضرت عطاء بن ابو مسلم خراسانی فرماتے ہیں کہ آنحضرتؐ نے فرمایا: مصافحہ کیا کرو وہ جو سچے دل سے مصافحہ ہوتا ہے اس سے بغض جاتا رہے گا۔ اور ایک دوسرے کو تحائف دیا کرو، باہم محبت کرنے لگو گے (اور) کینہ جاتا رہے گا۔

(مؤطا امام مالک، کتاب الجامع)

پس تحائف کا رواج بھی موطا امام مالک کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی سنت تھی کہ آپ بھی تحائف کو عام کرتے تھے۔ اس طرح مسلمانوں میں ایک دوسرے سے محبت بڑھتی ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: تین امور یا تین چیزیں وہ ہیں جو تمام گناہوں کی جڑ ہیں۔ پس ان تینوں سے ہوشیار رہو۔ دیکھو تکبر سے بچو کیونکہ ابلیس کو تکبر ہی نے اس بات پر انگیخت کیا کہ اس نے حضرت آدم علیہ السلام کی فرمانبرداری سے انکار کر دیا۔ اور حرص سے بچو کیونکہ یہ حرص اور لالچ ہی تھا جس نے آدم علیہ السلام کو درخت ممنوعہ کا پھل کھانے پر اکسایا"۔ کیونکہ شیطان نے آپ کے دماغ میں یہ بات ڈالی کہ یہ اچھا پھل ہے اس لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو منع کر دیا۔ پس اس کے نتیجہ میں ایک توجہ اور حرص پیدا ہو گئی۔ اگرچہ اللہ تعالیٰ نے یہ بھی فرمایا کہ حضرت آدمؑ کی نیت میں گناہ نہیں تھا۔ ایک دھوکہ کھا گئے، غلطی کر گئے اور پھر اللہ تعالیٰ نے خود آپ کو استغفار کا طریق بھی سمجھایا۔ "اور حسد سے بچو کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کے دو بیٹوں میں سے ایک کو حسد نے ہی اس بات پر آمادہ کیا کہ اس نے اپنے ساتھی کو قتل کر دیا"۔ (مسلم کتاب البرّ والصلۃ)

آنحضرت ﷺ نے بعض دفعہ حسد کا لفظ استعمال فرمایا ہے مگر حسد کے معنوں میں نہیں بلکہ رشک کے معنوں میں۔ اور رشک کے معنوں میں حسد کرنا یہ جائز بلکہ بہت ہی مناسب ہے۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: حسد صرف دو باتوں میں جائز ہے"۔ یہاں رشک مراد ہے حسد نہیں ہے۔ "ایک یہ کہ کسی شخص کو اللہ نے مال دیا ہو اور پھر اسے حق کے راستہ میں خرچ کرنے کی توفیق بھی دی ہو"۔ اب ظاہر بات ہے اس میں حسد تو ہو ہی نہیں سکتا۔ پس حسد سے مراد وہاں رشک تھی۔ اور "دوسرا وہ شخص جسے اللہ نے حکمت دی ہو اور وہ اس کے ذریعہ فیصلے بھی کرتا ہو اور اس کی تعلیم بھی دیتا ہو"۔ (سنن ابن ماجه، كتاب الزهد، باب الحسد)

اب میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے چند اقتباسات آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔

"بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ، غضب، کینہ، جوش، ریا، تکبر، حسد وغیرہ"۔

میں نے اخلاق کی بہتری کے لئے یہ مضمون چنے ہیں کیونکہ درحقیقت اخلاق ہی سے دنیا کے دل جیتے جا سکتے ہیں۔ جماعت احمدیہ جس نے پھیلنا ہے اور کثرت سے پھیلنا ہے کروڑ سے کروڑوں ہونا ہے اس جماعت کا فرض ہے کہ وہ اخلاق کے ساتھ دلوں پر حکومت کرے نہ کہ ظاہری حکومت کی تمنا رکھے۔ پس اخلاق فاضلہ ہی کی تعلیم کو اپنانا ہے اور اخلاق فاضلہ ہی کی تعلیم کو رواج دینا ہے اور احمدیوں کو ایک دوسرے کے اخلاق کی نگرانی اس طرح کرنی چاہئے جیسے انسان شیشہ دیکھتا ہے تو وہ داغ دکھا دیتا ہے۔ ایک شیشہ اپنے داغ دکھاتا ہے لیکن دوسرا کوئی اس شیشے کو اٹھائے اس کو پہلے والے کی شکل کے داغ نہیں دکھائے گا۔ پس المومن مرآۃ المومن میں یہی حکمت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے فرمان کے مطابق ایک مومن شیشے کو دیکھتا ہے وہ اس کے عیوب اس پر ظاہر کرتا ہے مگر اس طریق پر کہ اس پر اس کو غصہ نہیں آتا بلکہ اچھا شیشہ ہو تو اتنا ہی پیار بڑھے گا۔ اگر اس کا شیشہ دوسرے کو اس کے عیوب دکھائے تو لازماً اس پر اسے غصہ آئے گا اور اس کو توڑ دے گا۔ تو مومن کو اس طرح مومن کے اخلاق درست کرنے چاہئیں کہ یہ پیار اور حکمت سے علیحدگی میں بات کرے اور اس رنگ میں بات کرے کہ اس کو غصہ نہ آئے بلکہ اس نصیحت کے نتیجہ میں اس کا پیار بڑھے۔

پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: "بہت سے گناہ اخلاقی ہوتے ہیں جیسے غصہ، غضب، کینہ، جوش، ریا، تکبر، حسد وغیرہ۔ یہ سب بداخلاقیاں ہیں جو انسان کو جہنم تک پہنچا دیتی ہیں......... اور اسی طرح پر بہت سے بُرے خُلق ہوتے ہیں جن کا انسان کو کوئی علم نہیں ہوتا اس لئے کہ وہ اُن پر کبھی غور نہیں کرتا اور نہ فکر کرتا ہے"۔ (ملفوظات جلد ۲ صفحہ ۳۹۵-۳۹۶)

ہمیشہ انسان ان اخلاق پر غور کرتا ہے جو اس کے فائدے کے ہوں۔ جب اس کے فائدے کے

Earlsfield Properties
We will manage your property at 0% commission
Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years
Free management Service
Guaranteed vacant possession
175 Merton Road London SW18 5EF
Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

DIGITAL SATELLITE
MTA and PAKISTAN TV
You can now get MTA on digital satellite at Hotbird 13°E. Pakistan TV is also available on digital satellite at Intelsat 707 1°W as Prime TV, and has been broadcasting since Sept '98.
To view MTA and Prime TV, you need a digital satellite receiver, a dish and a universal LNB.
At the moment, we are running the following offers:
NOKIA 9600 £255+ | Digital LNBs from £19+
HUMAX CI £220+ | Dishes from 35cm to 1.2m
These, as well as all other satellite reception-related equipment, can be obtained from our warehouse at the address below.
Signal Master Satellite Limited
Unit 1A Bridge Road, Camberley
Surrey GU15 2QR, England
Tel: 0044 (0)1276 20916 Fax: 0044 (0)1276 678740
e-mail: sms.satellite@business.ntl.com
+ All prices are exclusive of VAT

خلاف کوئی بات ہو رہی ہو تو یہ غور نہیں کرتا کہ میرے دل میں اس کے متعلق کیا خیال پیدا ہوا ہے۔ اس وقت غصے کا اور جوش و غضب کا خیال پیدا ہوا کرتا ہے۔ اس پر غور ہی نہیں کرتا کہ اس نے میری برائی کی ہے تو میں نے اس برائی کے نتیجہ میں اپنے دل میں اس کے خلاف کیا جذبہ پایا تھا۔ یہ خود بخود ایک خودرو جذبہ ہے جو پیدا ہو جاتا ہے اور اس طرف کو انسان خیال نہیں کرتا۔ آپؑ فرماتے ہیں:

"ایسا ہی ایک حسد ہے کہ انسان کسی کی حالت یا مال و دولت کو دیکھ کر کُڑھتا اور جلتا ہے اور چاہتا ہے کہ اس کے پاس نہ رہے۔ اس سے بجز اس کے کہ وہ اپنی اخلاقی قوتوں کا خون کرتا ہے، کوئی فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ (ملفوظات جلد ۳۔ صفحہ ۲۰۹۔ جدید ایڈیشن)

پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"اصل میں صفات کُل نیک ہوتے ہیں، جب ان کو بے موقعہ اور ناجائز طور پر استعمال کیا جاوے تو وہ برے ہو جاتے ہیں اور ان کو گندہ کر دیا جاتا ہے لیکن جب ان ہی صفات کو افراط تفریط سے بچا کر"۔ افراط و تفریط کا مطلب ہے ان کے اصل سے بہت بڑھا کر یا بہت نیچا دکھا کر۔ یعنی صراط مستقیم پر نہ چلے بلکہ یا ایک طرف جھک جائے یا دوسری طرف جھک جائے۔ "محل اور موقعہ پر استعمال کیا جاوے تو ثواب کا موجب ہو جاتے ہیں"۔ جن میں نہ افراط ہو نہ تفریط ہو۔ نہ حد سے زیادہ غصہ ہو، نہ حد سے زیادہ نرمی ہو۔ تو ایسی صورت میں وہ ثواب کا موجب بن جاتے ہیں۔ "قرآن مجید میں ایک جگہ فرمایا ہے: ﴿مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ (الفلق:۶) اور دوسری جگہ ﴿اَلسَّابِقُوْنَ الْاَوَّلُوْنَ﴾۔ اب سبقت لے جانا بھی تو ایک قسم کا حسد ہی ہے۔ سبقت لے جانے والا کب چاہتا ہے کہ اس سے اَور کوئی آگے بڑھ جاوے۔ یہ صفت بچپن ہی سے انسان میں پائی جاتی ہے۔ اگر بچوں کو آگے بڑھنے کی خواہش نہ ہو تو وہ محنت نہیں کرتے"۔ اب یہ صفت جو آگے بڑھنے کی صفت ہے یہ تو حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و علیٰ آلہ وسلم میں بھی تھی۔ لیکن بر محل تھی۔ ایک دفعہ آپ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے دوڑ کی تو حضرت عائشہ صدیقہؓ آگے نکل گئیں۔ اس وقت آپ خاموش رہے۔ پھر ایک اور موقعہ پر دوڑ کی تو وہ پیچھے رہ گئیں۔ آپؐ نے فرمایا تِلْكَ بِتِلْكَ، کہ یہ اس کا بدلہ ہے اور اس سے زیادہ کوئی بات نہ کی۔ تو یہ بھی تو ایک قسم کا رشک ہی تھا کہ میری نوجوان بیوی آگے نکل گئی ہے تو پھر خدا نے آپؐ کو موقعہ دیا کہ آپ بھی حضرت عائشہ صدیقہؓ کو ہرا دیں۔ پس بظاہر اس کو حسد کہا جاتا ہے مگر یہ بمعنی رشک ہے۔ اس لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ "سبقت لے جانا بھی تو ایک قسم کا حسد ہی ہے۔ سبقت لے جانے والا کب چاہتا ہے کہ اس سے اور کوئی آگے بڑھ جاوے۔ یہ صفت بچپن ہی سے انسان میں پائی جاتی ہے۔ اگر بچوں کو آگے بڑھنے کی خواہش نہ ہو تو وہ محنت نہیں کرتے۔ اور کوشش کرنے والے کی استعداد بڑھ جاتی ہے۔ سابقون گویا حاسد ہی ہوتے ہیں"۔ اور مومن کا تو نصب العین ہی سبقت لے جانا ہے۔ "لیکن اس جگہ حسد کا مادہ مصفّی ہو کر سابق ہو جاتا ہے۔ اسی طرح حاسد ہی بہشت میں سبقت لے جاویں گے"۔

(ملفوظات۔ جلد ۳۔ صفحہ ۱۹۷۔ جدید ایڈیشن)

اس جگہ حاسد بمعنی رشک مراد ہے ورنہ غلط معنوں میں جو حاسد ہیں وہ تو بہشت کا منہ بھی نہیں دیکھیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"ہماری روحانی زندگی کی طرز ہماری جسمانی زندگی کی طرز سے نہایت مشابہ ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہر جگہ ایک ہی مزاج اور طبیعت کی اغذیہ اور ادویہ پر زور مارنے سے ہماری صحت بحال نہیں رہ سکتی"۔ ادویہ دوا کی جمع ہے۔ اغذیہ، غذا کی جمع ہے۔ تو صرف ایک ہی قسم کی غذا کھائی جائے اور ایک ہی قسم کی دوائیں لی جائیں تو انسان کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ اور انسان کو اللہ تعالیٰ نے دانت اور داڑھیں ایسے عطا فرمائے ہیں جس میں گوشت کھانے کے لئے بھی مادہ موجود ہے اور بے گوشت کی سبزیاں کھانے کا بھی مادہ موجود ہے۔ پس اس کی دانتوں کی بناوٹ ہی اس کو سارے جانوروں سے اس پہلو میں ممتاز کرتی ہے کہ وہ بیک وقت گوشت بھی کھا سکتا ہے اور نرم سبزیاں بھی کھا سکتا ہے۔ فرماتے ہیں: "اگر ہم دس یا بیس روز متواتر ٹھنڈی چیزوں کے کھانے پر ہی زور دیں اور گرم غذاؤں کا کھانا حرام کی طرح اپنے نفس پر کر دیں تو ہم جلد تر کسی سرد بیماری میں جیسے فالج، لقوہ اور رعشہ اور صرع (یعنی مرگی) وغیرہ میں مبتلا ہو جائیں گے۔ اور ایسا ہی اگر ہم متواتر گرم غذاؤں پر زور دیں یہاں تک کہ پانی بھی گرم کر کے ہی پیا کریں تو بلاشبہ کسی مرض حار میں گرفتار ہو جائیں گے"۔

مگر انڈونیشیا میں مَیں نے دیکھا ہے کہ وہ پانی بھی گرم ہی پیتے ہیں۔ ٹھنڈا پانی کبھی نہیں پیتے۔ اور ہم لوگ گرم پانی برداشت نہیں کر سکتے۔ سخت سردی میں بھی ٹھنڈا پانی ہی اچھا لگتا ہے۔ اس لئے ہمیں دعا میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا "وَمِنَ الْمَاءِ الْبَارِدِ"۔ کہ ہمیں تیری محبت ٹھنڈے پانی سے بھی زیادہ ہو۔ تو ٹھنڈا پانی اچھا ہے سوائے بعض علاقوں میں بعض مجبوریاں ہوتی ہیں۔ انڈونیشیا میں مَیں نے دورہ میں دیکھا کہ ہمیشہ گرم پانی پیتے ہیں۔ اور اس علاقے کے لحاظ سے غالباً یہ ضروری ہوگا۔

تو آپ فرماتے ہیں کہ "یہاں تک کہ پانی بھی گرم کر کے ہی پیا کریں تو بلاشبہ کسی مرض حار میں گرفتار ہو جائیں گے۔ سوچ کر دیکھو کہ ہم اپنی جسمانی تمدن میں کیسے گرم اور سرد اور نرم اور سخت اور حرکت اور سکون کی رعایت رکھتے ہیں اور کیسی یہ رعایت ہماری صحتِ بدنی کے لئے ضروری پڑی ہوئی ہے۔ پس یہی قاعدہ صحتِ روحانی کے لئے برتنا چاہئے۔ خدا نے کسی بُری قوت کو ہمیں نہیں دیا۔ اور در حقیقت کوئی بھی قوت بری نہیں، صرف اس کی بداستعمالی بُری ہے۔ مثلاً تم دیکھتے ہو کہ حسد نہایت ہی بُری چیز ہے لیکن اگر ہم اس قوت کو بُرے طور پر استعمال نہ کریں تو یہ صرف اس رشک کے رنگ میں آجاتی ہے جس کو عربی میں غِبطہ کہتے ہیں یعنی کسی کی اچھی حالت دیکھ کر خواہش کرنا کہ میری بھی اچھی حالت ہو جائے۔ اور یہ خصلت اخلاقِ فاضلہ میں سے ہے۔ اسی طرح تمام اخلاقِ ذمیمہ کا حال ہے کہ وہ ہماری ہی بداستعمالی یا اِفراط اور تفریط سے بدنما ہو جاتی ہے۔ اور موقعہ پر استعمال کرنے اور حدِ اعتدال پر لانے سے وہی اخلاقِ ذمیمہ، اخلاقِ فاضلہ کہلاتے ہیں"۔

(کتاب البریہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۳۔ صفحہ ۶۶۔۶۷)

مومن کا تو نصب العین ہی خداتعالیٰ نے یہ فرمایا ﴿لِكُلٍّ وِّجْهَةٌ هُوَ مُوَلِّيْهَا. فَاسْتَبِقُوْا الْخَيْرَاتِ﴾ کہ مومن کی پہچان یہ ہے کہ وہ نیکیوں اور بھلائی میں ایک دوسرے سے حسد کی بجائے آگے بڑھنے کی خواہش پیدا کرے اور قرآن کریم میں یہ اس کا نصب العین مقرر فرمایا گیا ہے۔

ایک اور تحریر میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

"انسان موٹی موٹی بدیوں کو تو آسانی سے چھوڑ بھی دیتا ہے"۔ جو نظر آ جاتی ہے کھلی کھلی۔ "لیکن بعض بدیاں ایسی باریک اور مخفی ہوتی ہیں کہ اوّل انسان مشکل سے انہیں معلوم کرتا ہے اور پھر ان کا چھوڑنا اُسے بہت ہی مشکل ہوتا ہے۔ اس کی ایسی ہی مثال ہے کہ محرقہ بھی گو سخت تپ ہے مگر اس کا علاج کھلا کھلا ہو سکتا ہے"۔ مُحرقہ سے مراد ٹائیفائیڈ ہے۔ یہ بہت ضِدّی اور خطرناک بیماری ہے لیکن ظاہر ہو جاتا ہے۔ پس اس کا علاج ناممکن نہیں ہے۔ مناسب دواؤں سے اس کا علاج ہو سکتا ہے۔ "لیکن تپدق جو اندر ہی کھا رہا ہے اس کا علاج بہت ہی مشکل ہے"۔ بعض دفعہ لوگوں کو تپدق کی بیماری ہوتی ہے اور پتہ ہی نہیں چلتا کہ اندر اندر کیا حال کر رہی ہے۔ جب پھیپھڑوں کی رگیں پھٹ جاتی ہیں تو اس وقت پتہ چلتا ہے کہ تپدق نے کھوکھلا کر دیا تھا۔ "اسی طرح پر یہ باریک اور مخفی بدیاں ہوتی ہیں جو انسان کو فضائل کے حاصل کرنے سے روکتی ہیں۔ یہ اخلاقی بدیاں ہوتی ہیں جو ایک دوسرے کے ساتھ میل ملاپ اور معاملات میں پیش آتی ہیں اور ذرا ذرا سی بات اور اختلاف رائے پر دلوں میں بغض، کینہ، حسد، ریا، تکبر پیدا ہو جاتا ہے اور اپنے بھائی کو حقیر سمجھنے لگتا ہے...... اس قسم کی باریک بدیاں ہوتی ہیں جن کا دُور کرنا بہت مشکل ہوتا ہے اور شریعت ان باتوں کو جائز نہیں رکھتی ہے۔ ان بدیوں میں عوام ہی مبتلا نہیں ہوتے بلکہ وہ لوگ جو متعارف اور موٹی موٹی بدیاں نہیں کرتے ہیں اور خواص سمجھے جاتے ہیں وہ بھی اکثر مبتلا ہو جاتے ہیں۔ ان سے خلاصی پانا اور مرنا ایک ہی بات ہے"۔ یعنی موت وارد کر دی جائے اپنے اوپر تو پھر ان سے خلاصی ہوتی ہے۔ یعنی اپنی برائیوں پر انسان لِلّٰہ موت وارد کر دے۔ جیسے صوفی کہتے ہیں مُوْتُوْا قَبْلَ اَنْ تَمُوْتُوْا۔ کہ اپنے آپ کو مارو پیشتر اس کے کہ تم مارے جاؤ اور خدا کی تقدیر تم کو پکڑ لے۔ "اور جب تک ان بدیوں سے نجات حاصل نہ کر لے، تزکیۂ نفس کامل طور پر نہیں ہوتا اور انسان ان کمالات اور انعامات کا وارث نہیں بنتا جو تزکیۂ نفس کے بعد خداتعالیٰ کی طرف سے آتے ہیں۔ بعض لوگ اپنی جگہ سمجھ لیتے ہیں کہ ان اخلاقی بدیوں سے ہم نے خلاصی پا لی ہے لیکن جب کبھی موقعہ آ پڑتا ہے اور کسی سفیہ سے"۔ سفیہ سے مراد ہے بیوقوف۔ کسی بیوقوف سے "مقابلہ ہو جاوے تو انہیں بڑا جوش آتا ہے اور پھر وہ گند ان سے ظاہر ہوتا ہے جس کا وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ اس وقت پتہ لگتا ہے کہ ابھی کچھ بھی حاصل نہیں کیا اور وہ تزکیۂ نفس جو کامل کرتا ہے، میسّر نہیں۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ تزکیہ جس کو اخلاقی تزکیہ کہتے ہیں بہت ہی مشکل ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا۔ اس فضل کے جذب کرنے کے لئے بھی وہی تین پہلو ہیں۔ اوّل مجاہدہ اور تدبیر، دوم دعا، سوم صحبت صادقین"۔

(ملفوظات جلد ۷، صفحہ ۲۷۳ تا ۲۷۵)

fozman foods

BUYING GROUP FOR GROCERS & C.T.N. SHOPS

2 SANDY HILL ROAD, ILFORD, ESSEX

TEL: 020 - 8553 3611

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔ یہ ملفوظات میں سے عبارت لی گئی ہے۔

"میں سچ کہتا ہوں کہ تم کسی کو اپنا ذاتی دشمن نہ سمجھو اور اس کینہ توزی کی عادت کو بالکل ترک کردو۔ اگر خدا تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے اور تم خدا تعالیٰ کے ہو جاؤ تو وہ دشمنوں کو بھی تمہارے خادموں میں داخل کر سکتا ہے"۔ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے شدید دشمن بھی آپ کے جان نثار خادموں میں بدل گئے تھے۔ "لیکن اگر تم خدا ہی سے قطع تعلق کئے بیٹھے ہو اور اس کے ساتھ ہی کوئی رشتہ دوستی کا باقی نہیں۔ اس کی خلاف مرضی تمہارا چال چلن ہے۔ پھر خدا سے بڑھ کر تمہارا دشمن کون ہوگا؟ مخلوق کی دشمنی سے انسان بچ سکتا ہے لیکن جب خدا دشمن ہو تو پھر اگر ساری مخلوق دوست ہو تو کچھ نہیں ہو سکتا۔ اس لئے تمہارا طریق انبیاء علیہم السلام کا سا طریق ہو۔ خدا تعالیٰ کا منشاء یہی ہے کہ ذاتی اعداء کوئی نہ ہوں"۔ (ملفوظات۔ جلد ۴۔ صفحہ ۴۴۰۔ جدید ایڈیشن)

اعداء تو ہوتے ہیں مگر مراد یہ ہے کہ جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اَلْحُبُّ فِی اللّٰہِ وَالْبُغْضُ فِی اللّٰہ۔ محبت بھی خدا کی خاطر ہی کی جائے اور بغض بھی خدا ہی کی خاطر کیا جائے۔

"میں صلح کو پسند کرتا ہوں اور جب صلح ہو جاوے پھر اس کا ذکر بھی نہیں کرنا چاہئے کہ اس نے کیا کہا یا کیا کیا تھا"۔ بالکل یاد دہانی نہیں کرانی چاہئے کہ تم نے مجھ پر یہ یہ ظلم توڑے تھے۔ "میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر کوئی شخص جس نے مجھے ہزاروں مرتبہ دجال اور کذاب کہا ہو اور میری مخالفت میں ہر طرح کوشش کی ہو اور وہ صلح کا طالب ہو تو میرے دل میں خیال بھی نہیں آتا اور نہیں آسکتا کہ اس نے مجھے کیا کہا تھا اور میرے ساتھ کیا سلوک کیا تھا، ہاں خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے"۔

یہاں 'خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے' سے یہ مراد ہے کہ اللہ تعالیٰ کے متعلق کوئی ناواجب ناجائز کلمہ نہ کہے۔ اس وقت جو میرا جوش ہے وہ لِلّٰہ ہوتا ہے۔ ایک دفعہ لیکھرام نے جو شدید دشمن تھا رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کا بھی، اس نے سٹیشن پر آپؑ کو السلام علیکم کہا۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس پر دیکھا بھی نہیں۔ تو کسی مرید نے کہا: حضور لیکھرام السلام علیکم کہتا ہے۔ آپ نے فرمایا: میرے آقا کو تو بددعائیں دیتا ہے اور ان کے خلاف زبان دراز کرتا ہے، مجھے سلام کہتا ہے۔ مجھے کوئی اس کا سلام قبول نہیں۔ تو یہی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مراد ہے کہ اگر کوئی صلح کا طالب ہو تو خدا تعالیٰ کی عزت کو ہاتھ سے نہ دے تو میں بھی اس سے صلح کرلوں گا۔ "یہ سچی بات ہے کہ جو شخص چاہتا ہے کہ اس کی وجہ سے دوسروں کو فائدہ پہنچے اس کو کینہ وَر نہیں ہونا چاہئے۔ اگر وہ کینہ وَر ہو تو دوسروں کو اس کے وجود سے کیا فائدہ پہنچے گا؟ جہاں ذرا اس کے نفس اور خیال کے خلاف ایک امر واقع ہوا، وہ انتقام لینے کو آمادہ ہوگیا۔ اسے تو ایسا ہونا چاہئے کہ اگر ہزاروں نشتروں سے بھی مارا جاوے پھر بھی پروانہ کرے۔

میری نصیحت یہی ہے کہ دو باتوں کو یاد رکھو۔ ایک خدا تعالیٰ سے ڈرو۔ دوسرے اپنے بھائیوں سے ایسی ہمدردی کرو جیسی اپنے نفس سے کرتے ہو۔ اگر کسی سے کوئی قصور اور غلطی سرزد ہو جاوے تو اسے معاف کرنا چاہئے، نہ یہ کہ اس پر زیادہ زور دیا جاوے اور کینہ کشی کی عادت بنالی جاوے۔"

(ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۶۹۔ جدید ایڈیشن)

ملفوظات میں ایک یہ بھی فرمان درج ہے:

"ہم بھی بعض دفعہ کسی پر ناراض ہوتے ہیں۔ مگر ہماری ناراضگی دین کے واسطے اور اللہ کے لئے ہے جس میں نفسانی جذبات کی ملونی نہیں اور دنیوی خواہشات کا کوئی حصہ نہیں، ہمارا بغض اگر کسی کے ساتھ ہے تو وہ خدا تعالیٰ کے واسطے ہے اور اس واسطے وہ بغض ہمارا نہیں بلکہ خود خدا تعالیٰ کا ہی ہے کیونکہ اس میں کوئی ہماری نفسانی یا دنیوی غرض نہیں۔ ہم کسی سے کچھ لینا نہیں چاہتے، نہ کسی سے کوئی خواہش رکھتے ہیں"۔ (ملفوظات جلد ۵۔ صفحہ ۱۷۱۔ جدید ایڈیشن)

پھر ملفوظات میں ایک اور عبارت بھی درج ہے:

"جب تک سینہ صاف نہ ہو دعا قبول نہیں ہوتی"۔ پس یہ بہت ہی اہم مسئلہ ہے کہ دل میں کسی کا کینہ اور بغض نہ ہو سوائے اس للّٰہی کے۔ اگر ہوگا تو پھر دعا قبول نہیں ہوتی۔ "اگر کسی دنیوی معاملہ میں ایک شخص کے ساتھ بھی تیرے سینہ میں بغض ہے تو تیری دعا قبول نہیں ہو سکتی۔ اس کو اچھی طرح سے یاد رکھنا چاہئے اور دنیوی معاملہ کے سبب کبھی کسی کے ساتھ بغض نہیں رکھنا چاہئے۔ اور دنیا اور اس کا اسباب کیا ہستی رکھتا ہے کہ اس کی خاطر تم کسی سے عداوت رکھو۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا عمدہ واقعہ بیان کیا ہے کہ دو شخص آپس میں سخت عداوت رکھتے تھے۔ ایسا کہ وہ اس بات کو بھی ناگوار رکھتے تھے کہ ہر دو ایک آسمان کے نیچے ہیں۔ ان میں سے ایک قضائے کار فوت ہوگیا۔ اس سے دوسرے کو بہت خوشی ہوئی۔ ایک روز اُس کی قبر پر گیا اور اس کو اکھاڑ ڈالا تو کیا دیکھتا ہے کہ اس کا نازک جسم خاک آلود ہے اور کیڑے اس کو کھا رہے ہیں۔ ایسی حالت دیکھ کر دنیا کے انجام کا نظارہ اس کی آنکھوں کے آگے پھر گیا اور اس پر سخت رقت طاری ہوئی اور اتنا رویا کہ اس کی قبر کی مٹی کو تر کر دیا اور پھر اس کی قبر کو درست کرا کر اُس پر لکھوایا

مکن شادمانی بمرگ کسے — کہ دہرت پس از وے نماند بسے

(کہ کسی کے مرنے پر خوشی نہ مناؤ کیونکہ تمہارا زمانہ بھی اس کے بعد زیادہ عرصہ نہیں رہے گا۔ ہر شخص نے آخر مرنا ہے)

خدا کا حق تو انسان کو ادا کرنا ہی چاہئے مگر بڑا حق برادری کا بھی ہے جس کا ادا کرنا نہایت مشکل ہے"۔ عام طور پر برادری کے جھگڑے جو ہیں یہ بہت زیادہ سخت ہوتے ہیں اور میرے پاس بھی اکثر شکایتیں برادری کے جھگڑوں کی آتی ہیں۔ "ذرا سی بات پر انسان اپنے دل میں خیال کرتا ہے کہ فلاں شخص نے میرے ساتھ سخت کلامی کی ہے۔ پھر علیحدہ ہو کر اپنے دل میں اس بدظنّی کو بڑھاتا رہتا ہے اور ایک رائی کے دانے کو پہاڑ بنالیتا ہے اور اپنی بدظنّی کے مطابق اس کینے کو زیادہ کرتا رہتا ہے۔ یہ سب بغض ناجائز ہیں"۔ (ملفوظات۔ جلد ۵۔ صفحہ ۱۷۱۔ جدید ایڈیشن)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اس خطبہ کا آخری اقتباس براہین احمدیہ حصہ چہارم سے لیا گیا ہے۔ فرمایا:

"اِذَا نَصَرَ اللّٰہُ الْمُؤْمِنَ جَعَلَ لَہُ الْحَاسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ فَالنَّارُ مَوْعِدُھُمْ۔ خدا تعالیٰ جب مومن کی مدد کرتا ہے تو زمین پر کئی اس کے حاسد بنا دیتا ہے"۔ یہ وہی بات ہے جو خطبہ کے آغاز ہی میں میں نے کہی تھی کہ ﴿مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ پیشگوئی ہے کہ مومن ہمیشہ ترقی کرتا رہتا ہے اور جب ترقی کرتا ہے تو وہ جس کے دل میں حسد کا مادہ ہے ضرور اس سے حسد کرتا ہے۔ اس کو گرانے کی کوشش کرتا ہے۔ "سو جو لوگ حسد پر اصرار کریں اور باز نہ آویں تو جہنم ان کا وعدہ گاہ ہے"۔

(براہین احمدیہ حصہ چہارم، روحانی خزائن جلد اوّل۔ صفحہ ۲۰۵۔ حاشیہ در حاشیہ نمبر ۳)

پس میں امید رکھتا ہوں کہ جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے جس نے دنیا میں بہت ترقی کرنی ہے اور کر رہی ہے وہ ہمیشہ حاسدین کو حسد کا موقع دیتی رہے گی یعنی بڑھتی چلی جائے گی اور جو اللہ کی راہ میں اس کے حاسد ہونگے ان کو اللہ تعالیٰ اپنے غیظ و غضب کا نشانہ بنائے گا۔

۞۞۞......۞۞۞......۞۞۞

اگر امام کا بتایا ہوا کام نہیں کیا جاتا تو جو کچھ کیا جاتا ہے وہ صفر کے برابر ہے۔

(ارشاد حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

We are happy to inform you that now we are
Microsoft certified professional IT training center
with all facilities of Microsoft certifications, all updates and testing center.
We have hostel with German and Pakistani food facilities.
Note: Ask about for special discounts for Ahmadi students.
For more informations and registration contact:
Microsoft certified professional IT training Center
Mansoor khalid , Ehrharstr.4 , 30455 Hannover (Germany)
Tel: 0049-511-7681358 Fax: 0049-511-7681359
E-mail:profiittranicenter @ yahoo.de
www.it-professional-trainings.itgo.com (German)
www.profi-it-trani-center.via.t-online.de (English)
چھٹیوں کے دوران MCSE2000 اور MCDBA کلاسز کا اجراء، طلباء کے لئے خصوصی رعایت

ٹریول کی دنیا میں ایک نام
KMAS TRAVEL
پی آئی اے کے منظور شدہ ایجنٹ
پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ کسی اور جگہ جانے کی ضرورت نہیں
پارکنگ، پٹرول اور وقت بچائیے۔ Kmas Travel سے دنیا بھر میں جانے کے لئے ہوائی سفر کی بکنگ کروائیں اور گھر بیٹھے ٹکٹ حاصل کریں۔ پریشانی سے بچنے کے لئے قبل از وقت بکنگ کروائیں۔
Belgium اور Swiss کے احباب بھی رابطہ کر سکتے ہیں
رابطہ: مسرور محمود + کاشف محمود
KMAS Travel Darmstadt . Germany
Tel: 06150-866391 Fax: 06150-866394
Mobile: 0170-5534658

کیسے میرے یار نے مجھ کو بچایا بار بار

آج سے سترہ سال قبل ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کو پاکستان کے اُس وقت کے فوجی حکمران جنرل ضیاء الحق نے ایک نہایت ہی ظالمانہ ، ننگ اسلام اور ننگ انسانیت آرڈیننس کے ذریعہ احمدیوں کی روزمرہ زندگی کو قانون کی نظرمیں ایک خوفناک قابل تعزیر جرم بنا دیا۔ دشمن کے ارادے بہت ہی بد تھے اور وہ وقت جماعت احمدیہ کے لئے بڑے سخت ابتلا کا وقت تھا مگر خدائے قادروقیوم نے ہمیشہ کی طرح مصائب کے ان ایام میں بھی جماعت احمدیہ کی غیر معمولی حفاظت اور نصرت وتائید کے لا تعداد نشانات دکھائے اور دشمن اپنے مذموم ارادوں میں بری طرح ناکام و نامراد ہوا۔ یہ داستان بہت دلچسپ اور ایمان افروز اور بہت طویل ہے۔ذیل میں ہم انگریز مصنف جناب Ian Adamson کی تصنیف A man of God کے چند صفحات کا اردو ترجمہ کتاب "ایک مرد خدا" سے ہدیۂ قارئین کررہے ہیں۔ (یہ اردو ترجمہ مکرم چوہدری محمدعلی صاحب کا ہے) ان صفحات میں اس بدنام زمانہ آرڈیننس کے اجراء اور اس کے نتیجہ میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی پاکستان سے ہجرت کا ذکر ہے۔ (مدیر)

جمعرات کا دن تھا اور ۲۶/اپریل ۱۹۸۴ء کی تاریخ جب حکومت پاکستان کے گزٹ میں صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق کی طرف سے مارشل لاء کا بدنام زمانہ آرڈیننس نمبر ۲۰ جاری کیا گیا تاکہ احمدیوں کو خواہ وہ قادیان کی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یا لاہوری جماعت سے ان کی "اسلام دشمن سرگرمیوں" سے باز رکھا جاسکے۔ آرڈیننس کے الفاظ یہ تھے:

"ہرگاہ کہ یہ ضروری ہوگیا ہے کہ قانون میں ایسی ترمیم کی جائے جس سے احمدیوں کو خواہ وہ قادیانی جماعت سے تعلق رکھتے ہوں یالاہوری جماعت سے انہیں ان کی اسلام دشمن سرگرمیوں سے روکا جاسکے اور ہرگاہ صدرپاکستان کو اطمینان ہے کہ ایسے وجوہ موجود ہیں جن کی وجہ سے اس بارے میں فوری اقدامات ناگزیر ہوگئے ہیں۔ لہذا ۵/جولائی ۱۹۷۷ء کے اعلان اور ان اختیارات کے ماتحت جو صدرپاکستان کو اس اعلان کے ذریعہ حاصل ہیں۔ صدرپاکستان مندرجہ ذیل فرمان کا اجراء اور نفاذ کرتے ہوئے خوشی محسوس کرتے ہیں۔

مختصر عنوان اور آغاز

۱...... یہ آرڈیننس قادیانی گروپ ،لاہوری گروپ اور احمدیوں کی خلاف اسلام سرگرمیوں (امتناع و تعزیر) آرڈیننس ۱۹۸۴ء کے نام سے موسوم ہوگا۔

۲...... یہ فی الفور نافذ العمل ہوگا۔

آرڈیننس عدالتوں کے احکام اور فیصلوں پر غالب ہوگا

اس آرڈیننس کے احکام کسی عدالت کے کسی حکم یافیصلے کے باوجود مؤثر ہونگے۔

ایکٹ نمبر ۴۵ بابت ۱۸۶۰ء میں نئی دفعات

۲۹۸۔ب اور ۲۹۸۔ج کا اضافہ۔

مجموعہ تعزیرات پاکستان (ایکٹ نمبر ۴۵، ۱۸۶۰ کے باب ۱۵ میں) دفعہ ۲۹۸ الف کے بعد حسب ذیل نئی دفعات کا اضافہ کیا جائے گا۔

یعنی ۹۸ ب۔ بعض مقدس شخصیات کے لئے مخصوص القاب، اوصاف یا خطابات وغیرہ کا ناجائز استعمال۔

۱...... قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو "احمدی" یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہوں) کا کوئی فرد جو الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا نظر آنے والی کسی علامت کے ذریعے۔

☆......الف۔ خلفاء راشدین یا (حضرت) محمد (ﷺ) کے صحابی کے علاوہ کسی اور شخص کو امیر المومنین یا خلیفۃ المسلمین یا صحابی یا رضی اللہ عنہ کہہ کر پکارے۔

☆......ب۔ (حضرت) محمد (ﷺ) کی ازواج مطہرات کے علاوہ کسی اور کو اُمّ المومنین کے نام سے یاد کرے یا مخاطب کرے۔

☆......ج۔ اہل بیت کے علاوہ کسی فرد کو اہل بیت کہہ کر یاد کرے یا مخاطب کرے یا۔

☆......د۔ اپنی عبادت گاہ کو مسجد کے نام سے یاد کرے یا پکارے

تو اسے کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا۔

☆......ہ۔ قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہوں) کا کوئی شخص جو زبانی یا تحریری الفاظ کے ذریعے یا کسی مرئی طریقے سے اپنی مذہبی عبادت کے لئے بلانے کے طریقے یا طرز کو اذان کہہ کر یاد کرے یا اس طرح اذان دے جس طرح مسلمان اذان دیتے ہیں تو اسے ایک ہی قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا مستوجب بھی ہوگا۔

۲۹۸۔ج۔ قادیانی گروپ وغیرہ کا شخص جو خود کو مسلمان کہے یا اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے۔

قادیانی گروپ یا لاہوری گروپ (جو خود کو احمدی یا کسی دوسرے نام سے موسوم کرتے ہیں) کا کوئی شخص جو بالواسطہ یا بلاواسطہ خود کو مسلمان ظاہر کرے یا اپنے مذہب کو اسلام کے طور پر موسوم کرے یا منسوب کرے یا الفاظ کے ذریعے خواہ زبانی ہوں یا تحریری یا کسی مرئی طریقے سے اپنے مذہب کی تبلیغ یا تشہیر کرے یا دوسروں کو اپنا مذہب قبول کرنے کی دعوت دے یا کسی بھی طریقے سے مسلمانوں کے مذہبی احساسات کو مجروح کرے تو اس کو کسی ایک قسم کی سزائے قید اتنی مدت کے لئے دی جائے گی جو تین سال تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانے کا بھی مستوجب ہوگا"۔

دنیا اس آرڈیننس کی خبر سن کر سکتے میں آ گئی۔ خود پاکستان میں کیا وکلاء، اساتذہ اور سفارت کار اور کیا عام شہری اور کاروباری لوگ سبھی اس بات پر حیران و ششدر رہ گئے تھے کہ اب اذان اور نماز بھی جرم قرار دئے جاچکے تھے۔ سبھی افسردہ خاطر تھے کہ ان کا وطن عزیز مذہبی تعصب، منافرت، مذہب کے نام پر مفاد پرستی کی ایک خوفناک اور بھیانک دلدل میں پھنس کر رہ گیا ہے اور ان بدنام زمانہ ممالک کی فہرست میں شامل ہوگیا ہے جن کی حکومتیں اپنا اُلو سیدھا کرنے کے لئے اپنے شہریوں کو مذہب یا رنگ و نسل کی آڑ میں طرح طرح کے ظلم و تشدد کا نشانہ بناتی رہتی ہیں۔

یہ آرڈیننس فوجی اور تجارتی لحاظ سے بھی قابل اعتراض تھا۔ امریکہ اور دیگر مغربی ممالک کے نزدیک پاکستان کیمونزم کے خلاف ایک مضبوط دفاعی مورچے کی حیثیت رکھتا تھا۔ اب ان ممالک کی حکومتیں شش و پنج میں پڑ گئیں کہ کیا ایسے ملک کو جس میں اقلیتوں پر ستم ڈھائے جارہے ہوں، ہتھیاروں کی فراہمی اور وہ بھی آزادی اور آزاد خیالی کے نام پر جاری رکھی جاسکتی ہے۔

وکلاء اور عدالتیں الگ پریشان تھیں۔ اس خلاف عقل آرڈیننس نے قانون کی دھجیاں بکھیر کر رکھ دی تھیں۔ بحیثیت مجموعی اب تک ان کی یہی کوشش رہی تھی کہ ایک جابر نظام کے علی الرغم وہ کسی نہ کسی طرح حق و انصاف کے تقاضے پورے کرتے رہیں۔

قانون دانوں کا تو ایک ہی سوال تھا کہ کسی ریاست یا حکومت کو اپنے زعم میں یہ فیصلہ کرنے کا اختیار کہاں سے اور کیسے حاصل ہوگیا کہ وہ بتائے کہ اسلام کسے کہتے ہیں اور کسے نہیں کہتے؟ مسلمان علماء خواہ وہ اکثریت کی نمائندگی کے دعویدار ہی کیوں نہ ہوں کیسے دعویٰ کرسکتے ہیں کہ قرآن (کریم) یا بالفاظ دیگر کلام الٰہی کی تشریح و تفسیر کا حق صرف اور صرف انہیں کو حاصل ہے؟

اور کسی ریاست کے پاس اس امر کا کیا جواز ہے کہ وہ پرامن اور بے گناہ شہریوں کا یہ حق بھی سلب کرلے کہ وہ اپنے مذہبی عقیدے اور شناخت کا اعلان کرسکیں۔ اور سب سے اہم بات تو یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنے مذہب کا پابند ہو، نماز ادا کرتا ہو اور اپنے عقیدے کے تمام اوامر و نواہی پر عمل پیرا ہو تو کوئی جج یا جیوری کیسے فیصلہ کرے گی کہ مذکورہ شخص دل سے نہیں بلکہ محض دکھاوے کے طور پر ایسا کررہا ہے؟

سنّی، شافعی، حنفی، وہابی اور احمدی غرض کہ سبھی مؤذن نماز سے پہلے اذان دیتے ہیں تو صرف احمدی مؤذن ہی کے متعلق کیوں کہا جائے کہ وہ جھوٹ موٹ مسلمان بن رہا ہے؟

اس میں تو کوئی شک نہیں کہ جماعت احمدیہ اور اسلام کے دیگر فرقوں کے درمیان بنیادی اختلاف موجود ہے لیکن یاد رہے کہ امت مسلمہ تہتر فرقوں میں بٹی ہوئی ہے اور یہاں ہر فرقے کے علماء کسی نہ کسی موقع پر کسی دوسرے فرقے سے تعلق رکھنے والوں کے متعلق یہی فتویٰ صادر کرچکے ہیں اور انہیں کافر اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے چکے ہیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر کوئی ریاست کیسے فیصلہ صادر کرسکتی ہے کہ مسلمان کون ہے اور کون نہیں؟ جبکہ سبھی مسلمان کہلانے کا دعویٰ بھی کرتے ہوں۔

یوں لگتا ہے جیسے فرض کرلیا گیا ہے کہ یہ انسانی معاشرہ نہیں، آرویل (Arwell) کا اینمل فارم (Animal Farm) ہے جہاں افراد کے اندرونی خیالات تک بھی آسانی سے رسائی ہوسکتی ہے۔ جہاں ایسی ماہر پولیس موجود ہے جو لوگوں کے عقائد اور خیالات کو بڑی مہارت سے پڑھ لیتی ہے ار فیصلہ کرسکتی ہے کہ نماز تو سب پڑھتے ہیں لیکن ان میں سے مخلص کون ہے اور غیر مخلص کون؟ اور یہ راز دلوں میں جھانک کر آسانی سے بتایا بھی جا سکتا ہے۔ سچ پوچھیے تو اس آرڈیننس کے ماتحت جن ججوں نے بھی فیصلے کئے انہیں حکومت کی طرف سے شرک کے مقام پر کھڑا کردیا گیا۔ یوں لگا جیسے وہ دلوں کے بھید جانتے ہوں اور اپنے آپ کو خدا تعالیٰ کے ہم پلہ قرار دے رہے ہوں۔

ایک امریکن اخبار نویس نے جب ایک خصوصی انٹرویو کے دوران جو بظاہر اس لئے لیا گیا تھا کہ جنرل ضیاء الحق کی تعریف و توصیف میں قلابے ملائے جائیں، بار بار پوچھا کہ اس آرڈیننس کے ذریعے آپ نے پاکستان کے آئین اور مجلس اقوام عالم کے بنیادی انسانی حقوق کے اعلان کی خلاف ورزی کی ہے تو جنرل ضیاء الحق نے کندھے مٹکاتے ہوئے بڑی بے نیازی سے جواب دیا: "اچھا؟ تو پھر؟"

ادھر (حضرت) خلیفۃ المسیح رابع نے اپنے سینئر مشیروں اور معتمدین کا اجلاس ربوہ میں طلب کیا۔ اس اجلاس کا ذکر کرتے ہوئے (حضرت) خلیفہ رابع کہتے ہیں:۔

"اس آرڈیننس کے نفاذ کے بعد صورتحال یکسر بدل گئی۔ اب میری زبان بندی بھی کردی گئی تھی۔ اس نئے قانون کی آڑ میں جنرل ضیاء الحق نے مجھ پر ہی نہیں بلکہ جماعت احمدیہ کے فعال امام اور سربراہ کی حیثیت سے میری زبان پر بھی پہرے بٹھا دئے تھے۔ اور میرے لئے فرائض منصبی کی ادائیگی

محال کر دی تھی۔ یعنی پاکستان میں تو رہوں لیکن بولوں تو جیل کی ہوا کھاؤں اور جب سزا بھگت کر واپس آؤں اور پھر بولوں تو پھر تین سال کے لئے جیل بھیج دیا جاؤں"۔

یاد رہے کہ جماعت احمدیہ کے عقائد کے مطابق خلیفۂ وقت کی زندگی میں کسی اور کو خلیفہ منتخب نہیں کیا جا سکتا قطع نظر اس کے کہ خلیفہ وقت قید وبند کی صعوبتیں جھیل رہا ہو یا بوجوہ جس کا جماعت سے رابطہ یکسر منقطع ہو جائے۔ ظاہر ہے ایسی صورت میں جماعت بغیر سربراہ کے رہ جاتی ہے۔

"ہمارا عقیدہ ہے کہ ہر فیصلے کے موقع پر خلیفۂ وقت کی خود اللہ تعالیٰ راہنمائی فرماتا ہے۔ فیصلہ کرنے کا یہ فرض کسی کمیٹی کے سربراہ کے سپرد نہیں کیا جا سکتا۔ کچھ فیصلے ایسے بھی ہوتے ہیں جو بہر حال خلیفۂ وقت کو خود کرنے ہوتے ہیں اور اس کا فیصلہ ہی آخری فیصلہ ہوتا ہے۔ اگر جبر و تشدد سے ایسے حالات پیدا کر دئے جائیں جن کی وجہ سے خلیفۂ وقت کے لئے کوئی فیصلہ کرنا ناممکن ہو جائے تو ظاہر ہے ایسی صورتحال جماعت کے لئے بے حد خطرناک ہو سکتی ہے"۔

(حضرت) خلیفہ رابع کے مشیروں اور معتمدین نے اتفاق رائے سے یہ یک زبان مشورہ دیا کہ آپ کو فوراً پاکستان سے چلے جانا چاہئے۔

☆......☆......☆

ضیاء کی غلطی

(حضرت) خلیفہ رابع نے امراء اور دیگر مشیروں کے اس مشورے کو کہ انہیں پاکستان سے فوراً چلا جانا چاہئے مان تو لیا لیکن صرف اس شرط پر کہ پاکستان چھوڑتے وقت ان کے خلاف ان کی گرفتاری کے نہ تو کسی قسم کے وارنٹ جاری ہوئے ہوں اور نہ ہی کسی مبینہ الزام کی جواب دہی کے لئے انہیں کسی کمیشن کے رُوبرو پیش ہونے کے لئے کہا گیا ہو۔ چنانچہ فرمایا:

"اگر کسی قسم کا کوئی بھی وارنٹ جاری ہو چکا ہو تو میں ہرگز ملک نہیں چھوڑوں گا کیونکہ میں جانتا ہوں کہ میری سلامتی اور تحفظ کے لئے جماعت کو کتنی بڑی قربانی دینی پڑے گی۔

علاوہ ازیں ایسے حالات میں ملک سے میری روانگی کی صورت میں بعض لوگوں کو اگر بلاواسطہ نہیں تو بالواسطہ افواہوں کی شکل میں ہی سہی طرح طرح کی باتیں بنانے کا موقع مل جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ یقیناً مجھ سے کوئی جرم سرزد ہوا ہو گا ورنہ میں اس طرح ملک چھوڑ کر نہ چلا جاتا۔ مجھے اندیشہ ہے کہ اس صورت میں مجھ پر اس قسم کا الزام ضرور لگایا جائے گا اور میں ہرگز نہیں چاہتا کہ کسی کو بھی اس قسم کی الزام تراشی کا موقع فراہم کروں"۔

بادلِ ناخواستہ امراء اور مشیروں نے (حضرت) خلیفہ رابع کے اس مشروط فیصلے کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ چنانچہ پاکستان سے خاموشی سے نکل جانے کے جملہ انتظامات ایک ایسے دوست کے سپرد کر دئے گئے جو افواج پاکستان میں ایک سینئر افسر رہ چکے تھے اور اب ریٹائرڈ زندگی گزار رہے تھے۔ سب سے پہلے تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ (حضرت) خلیفہ رابع ہوائی جہازوں کی کمپنی KLM کے ذریعہ ہی سفر کریں گے کیونکہ یہی آپ کی پسندیدہ ہوائی سروس تھی جس پر آپ سفر کرنے کے عادی تھے۔ چنانچہ ربوہ سے تقریباً سات سو پچاس میل دور ایک رضاکار صرف اس غرض سے کراچی بھجوادیا گیا تاکہ روانگی کے جملہ انتظامات کر سکے۔ یہی کام ٹیلیفون کے ذریعہ بھی ہو سکتا تھا لیکن ٹیلیفون کے تار تو ٹیپ کئے جا رہے تھے اور اس پر کی گئی ساری گفتگو باقاعدہ سرکاری طور پر ریکارڈ کر لی جاتی تھی۔

اس ہفتے میں کراچی سے یورپ جانے والی صرف دو پروازیں تھیں۔ ایک کی روانگی تیس اپریل پیر کی صبح اور دوسری کی روانگی ۲ مئی بدھ کو تھی۔ (حضرت) خلیفہ رابع کی خواہش تھی کہ وہ بدھ کو روانہ ہونے والی پرواز پر جائیں تاکہ تیاری کے لئے تھوڑا بہت وقت مل جائے لیکن جب کراچی بھیجا جانے والا شخص واپس آیا تو اس نے بتایا کہ KLM کے منیجر کی خواہش ہے کہ آپ اولین یعنی تیس اپریل کو علی الصبح روانہ ہونے والی پرواز پر ہی سفر کریں۔

بدھ کی پرواز پر بہت سی نشستیں خالی تھیں جبکہ پیر کو اس پرواز پر سب نشستیں پُر ہو چکی تھیں۔ لیکن منیجر نے بتایا کہ اس پرواز پر کم از کم چھ نشستیں مل جائیں گی۔ منیجر نے اس پیشکش کی کوئی وجہ تو نہیں بتائی تھی لیکن اس کی پیشکش قبول کر لی گئی۔

بعد میں بتایا گیا کہ یہ پرواز براہ راست ایمسٹرڈم جا کر رکتی تھی جبکہ بدھ کو جانے والی پرواز خلیج کی ایک ریاست سے ہو کر جاتی تھی اور اس امر کا تو امکان بلکہ اندیشہ تھا کہ حکومت پاکستان ہوائی جہاز کو خلیج کی ریاست ہی میں روک لیتی اور (حضرت) خلیفہ رابع کو ملزم قرار دے کر گرفتار کر لیتی۔

ان دنوں جماعت احمدیہ کے صدر مقام ربوہ کی کڑی نگرانی کی جا رہی تھی۔ یہ نگرانی جنرل ضیاء الحق کی پانچ مختلف خفیہ تنظیمیں کر رہی تھیں۔ ربوہ آنے جانے والے تمام راستوں پر ان خفیہ تنظیموں کے کارکن ہمہ وقت موجود رہتے تھے۔

ان لوگوں کی شناخت بہت مشکل بھی نہ تھی۔ ایک تنظیم پاکستان کی بری افواج سے تعلق رکھتی تھی۔ اس تنظیم کے کارکنوں نے فقیروں کا بھیس بدلا ہوا تھا لیکن معلوم ہوتا ہے کہ تاریخ عالم میں تنہا یہی ایسے فقیر رہ گئے تھے جنہوں نے اپنے فقیرانہ لباس کے ساتھ ملٹری کے مخصوص قسم کے بھاری بھرکم بوٹ بھی پہن رکھے تھے۔

(حضرت) خلیفہ رابع اس بات پر مصر تھے بلکہ یہ ان کا تاکیدی حکم تھا کہ ان کی روانگی کے متعلق کسی قسم کی غلط بیانی یا ابہام سے ہرگز کام نہ لیا جائے اور وہ خود نہ تو بھیس بدلیں گے اور نہ ہی کسی اور پاسپورٹ پر سفر کریں گے۔ البتہ اگر جنرل ضیاء کی خفیہ تنظیمیں کسی خوش فہمی کا شکار ہو جائیں تو وہ جانیں اور ان کا کام۔

نماز فجر کے بعد علی الصبح (حضرت) خلیفہ رابع کی کار ربوہ سے روانہ ہوتی ہوئی نظر آئی۔ کار کی عقبی نشست پر ایک صاحب تشریف فرما تھے۔ وہ (حضرت) خلیفہ رابع کے معمول کے لباس میں تھے یعنی اچکن زیب تن تھی۔ انہوں نے پنجابی طرز کی طرّے دار سفید پگڑی جو سنہری کلاہ پر بندھی ہوئی تھی پہن رکھی تھی۔ (حضرت) خلیفہ رابع کا معمول کا حفاظتی دستہ ان کے ہمراہ تھا۔ ایک کار ان کی کار کے آگے اور دو کاریں پیچھے پیچھے چل رہی تھیں۔ ان کاروں میں ان کا حفاظتی دستہ سوار تھا۔ جس کے ایک ایک فرد کو خفیہ تنظیمیں خوب جانتی پہچانتی تھیں اور ان میں سے ہر شخص اپنی اپنی نشست پر بیٹھا ہوا صاف دکھائی دے رہا تھا۔

راہ چلتے اکا دکا احمدیوں نے جب اس قافلے کو روانہ ہوتے ہوئے دیکھا تو یہی سوچا کہ (حضرت) خلیفہ رابع دو سو میل دور اسلام آباد تشریف لے جا رہے ہیں۔ ربوہ کی نگرانی پر متعین پانچ سرکاری خفیہ تنظیموں میں سے چار خفیہ تنظیموں کا اندازہ بھی کم و بیش یہی تھا۔ ان تنظیموں نے اپنے افسران بالا کو رپورٹ بھجوائی کہ (حضرت) خلیفہ رابع اسلام آباد جانے کے لئے ربوہ سے روانہ ہو گئے ہیں اور ان کے قافلے کا معمول کے مطابق پیچھا کیا جا رہا ہے۔ کچھ عرصے بعد انہوں نے دوسری رپورٹ بھجوائی کہ (حضرت) خلیفہ رابع براہ راست اسلام آباد نہیں جا رہے بلکہ یوں لگتا ہے جیسے وہ پہلے جہلم رکیں گے جہاں ان کے عم زاد مرزا منیر احمد کی چپ بورڈ فیکٹری ہے۔ جہلم، اسلام آباد سے ۷۰ میل مشرق میں واقع ہے۔ اندازہ یہی ہے کہ وہ رات معمول کے مطابق اپنے عم زاد کے ہاں گزاریں گے اور اگلے دن اسلام آباد روانہ ہوں گے۔

ظاہر ہے کہ اگر وہ سیدھے راولپنڈی / اسلام آباد چلے جاتے تو وہاں کوئی نہ کوئی حکومتی نمائندہ ان سے ملاقات کا متمنی ضرور موجود ہوتا۔

لیکن اس مرسڈیز کار کی عقبی سیٹ پر (حضرت) خلیفہ رابع نہیں بلکہ ان کے تیسرے بڑے بھائی (صاحبزادہ) ڈاکٹر مرزا منور احمد تشریف فرما تھے۔ (صاحبزادہ) مرزا منور احمد کے قافلے کی روانگی سے کافی پہلے رات کے دو بجے منہ اندھیرے دو اور کاریں ربوہ سے روانہ ہو چکی تھیں۔ یہ کاریں پہلے تو ایک ذیلی راستے سے لالیاں پہنچیں، جو ایک چھوٹا سا قصبہ ہے۔ پھر وہاں سے ضلعی صدر مقام جھنگ اور بالآخر کراچی جانے والی شاہراہ پر کراچی کے لئے عازم سفر ہو گئیں۔ ربوہ سے کراچی کا فاصلہ تقریباً ۷۵۰ میل ہے۔ ان دو کاروں میں سے پہلی کار میں (حضرت) خلیفہ رابع کا حفاظت خاص کا عملہ تھا جبکہ دوسری کار میں (حضرت) خلیفہ رابع بنفس نفیس تشریف فرما تھے۔

اس ریٹائرڈ فوجی افسر کا (جنہیں یہ ذمہ داری سونپی گئی تھی) اصرار تھا کہ (حضرت) خلیفہ رابع کے پاکستان چھوڑنے کے اس فیصلہ کا علم انتہائی ناگزیر صورت میں بھی چند گنے چنے افراد ہی کو ہو اور تفاصیل کا علم تو صرف چند گنتی کے افراد تک محدود رہے۔ سوال اعتماد کا نہیں احتیاط کا تھا۔ ظاہر ہے کہ اگر آپ کسی راز سے واقف ہی نہیں تو نادانستہ طور پر بھی اسے فاش نہیں کر سکتے۔

لیکن خدا تعالیٰ نے پہلے ہی کم از کم دو افراد کو اس راز سے آگاہ فرما دیا تھا۔

(حضرت) خلیفہ رابع کے پاکستان چھوڑ دینے کے فیصلے اور روانگی کی تفاصیل طے ہو چکنے کے بعد روانگی سے دو دن قبل ایک معمر چینی النسل احمدی بزرگ "عثمان چو" کا لکھا ہوا خط موصول ہوا جس میں انہوں نے اپنی ایک خواب کی تفصیل بیان کی تھی۔ خواب کا مفہوم تو ان کی سمجھ میں نہیں آ سکتا تھا لیکن انہیں یہ یقین تھا کہ اس خواب کا (حضرت) خلیفہ رابع سے کوئی نہ کوئی تعلق ضرور ہے۔ انہوں نے لکھا کہ:

"میں نے خواب میں دیکھا کہ (حضرت) خلیفہ رابع کی کار اسلام آباد کے لئے روانہ ہونے والی ہے۔ میں کار کے پاس جاتا ہوں تاکہ سلام عرض کر سکوں۔ لیکن جب کھڑکی میں سے جھانکتا ہوں تو یوں لگتا ہے جیسے کار بالکل خالی ہو۔

مجھے سخت صدمہ ہوتا ہے اور میں گھبراہٹ کے عالم میں پکار اٹھتا ہوں "(حضرت) خلیفہ رابع جا رہے ہیں، ان کی کار بھی جا رہی ہے لیکن آپ کار میں موجود نہیں ہیں"۔ پھر ایک آواز سنائی دیتی ہے کہ (حضرت) خلیفہ رابع کسی اور راستے سے روانہ ہو چکے ہیں اور بیرون ملک تشریف لے جا چکے ہیں۔ اس پر میں کار کے ساتھ ساتھ چلتا جاتا ہوں اور اسلام آباد کی بجائے ہم جہلم پہنچ جاتے ہیں جہاں ہم رات بسر کرتے ہیں"۔

یہ وہ خواب تھا جس کی تفصیل عثمان چو نے اپنے خط میں بیان کی تھی۔ اس خط میں اس منصوبے کا سارا خاکہ موجود تھا جس کے مطابق (حضرت) خلیفہ رابع کو سفر کرنا تھا اور جس کے متعلق آخری فیصلہ ہوئے ابھی چند ایک گھنٹے ہی گزرے تھے۔

(حضرت) خلیفہ رابع نے فرمایا:

"دوسرا خواب میری دوسری بیٹی فائزہ نے دیکھا جو اس وقت تیئیس سال کی تھی۔ فوری طور پر تو اس خواب کی تعبیر سمجھ میں نہ آئی لیکن بعد میں ہونے والے واقعات نے اس خواب کی سچائی پر مہر تصدیق ثبت کر دی۔ ہمارے گھر میں کسی کو علم نہ تھا کہ بیرون ملک جانے کا فیصلہ ہو چکا ہے۔ لیکن روانگی سے ایک دن قبل میری بیٹی نے بتایا کہ اس نے ایک خواب میں دیکھا کہ جیسے میں ایک ویران سڑک پر سفر کر رہا ہوں۔ دو کاریں ہیں۔ لیکن یہ دو کاریں

THOMPSON & CO SOLICITORS
Consult us for your legal requirements such as Immigration & Nationality, Conveyancing & Employment, Welfare Benefits, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation
Contact:
Anas A.Khan, John Thompson
Solicitors
1st floor 48 Tooting High Street
London SW17 0RG
Tel: 020 8333 0921+020 8767 5005
Fax: 020 8871 9398
Mobile: 0780-3298065

نہیں جن پر میں عموماً سفر کیا کرتا ہوں۔ کاریں ایک ایسی جگہ پہنچتی ہیں جہاں یوں لگتا ہے جیسے سڑک کی مرمت ہو رہی ہو۔ وہاں میری کار کی رفتار سست پڑ جاتی ہے۔ ویسے بظاہر سڑک کی مرمت کا کام نہیں ہو رہا اور نہ ہی کام کرنے والے مزدور دکھائی دے رہے ہیں۔ صرف بجری کے کچھ ڈھیر ہیں جن کے پاس سے گزرتے وقت کار کی رفتار دھیمی پڑ جاتی ہے۔ کیا دیکھتی ہوں کہ عین اس وقت کچھ بھکاری تیزی سے کاروں کی طرف بڑھتے ہیں لیکن ان کا انداز اور حلیہ مجھے ایک آنکھ نہیں بھاتا۔ میں سخت پریشان اور سراسیمہ ہو جاتی ہوں۔ اچانک اگلی کار میں سے ایک بازو نمودار ہوتا ہے جو ایک ایک روپے کے بہت سے نوٹ ہوا میں اچھال دیتا ہے۔ نتیجتاً اکثر بھکاری ان نوٹوں پر جھپٹ پڑتے ہیں اور دونوں کاریں بجری کے ڈھیروں سے بچتی ہوئی آسانی کے ساتھ آگے بڑھ جاتی ہیں اور کراچی جانے والی شاہراہ پر روانہ ہو جاتی ہیں"۔

ہوا یوں کہ لالیاں اور جھنگ کے درمیان سڑک ایک جگہ سیلاب کی وجہ سے ٹوٹ پھوٹ گئی تھی۔ وہاں اس کی مرمت کے لئے بجری کے کچھ ڈھیر لگے ہوئے تھے۔ بری فوج سے تعلق رکھنے والی جاسوسی کی ٹیم نے اس قدرتی رکاوٹ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے وہاں اپنی نگران چوکی قائم کر دی تھی۔ فوجی جوانوں نے بھک منگوں کا روپ دھار رکھا تھا۔ جب یہ دونوں کاریں جن پر (حضرت) خلیفہ رابع اور ان کا حفاظتی عملہ سوار تھا ذرا آہستہ ہوئیں تو فقیرانہ وضع کے یہ نوجوان فوراً کار کی طرف بڑھے۔ ان میں سے بعض نے درویشوں کی طرح لمبے لمبے لبادے اوڑھ رکھے تھے۔ سبھی تنومند اور ہٹے کٹے جوان تھے۔ لیکن ایک غلطی ان سے ضرور سرزد ہوئی۔ وہ یہ بھول گئے کہ انہوں نے بری فوج کے سکہ بند بھاری بھرکم بوٹ بھی پہن رکھے تھے۔ یہ عجیب و غریب "فقیر" اپنی ہیئت کذائی کے ساتھ کار نمبر ۲ کی طرف تیزی سے بڑھ رہے تھے۔ یہی وہ کار تھی جس میں (حضرت) خلیفہ رابع اگلی سیٹ پر ڈرائیور کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے اب یقینی طور پر وہ (حضرت) خلیفہ رابع کو پہچان لیں گے۔ اچانک اگلی کار میں بیٹھے ہوئے حفاظتی عملے کے ایک رکن نے کار کی کھڑکی میں سے اپنا بازو باہر نکالا اور ایک ایک روپے کے مٹھی بھر نوٹ باہر پھینک دئے۔ جس کا ردّعمل یہ ہوا کہ فقیر نوٹوں پر جھپٹ پڑے۔ اس اثنا میں (حضرت) خلیفہ رابع کی کار آگے بڑھ گئی اور بجری کے ڈھیروں سے بچتی بچاتی پوری رفتار سے اپنی منزل کی طرف رواں دواں ہو گئی۔ البتہ کچھ فقیر اپنے باقی ساتھیوں کی طرح اڑتے ہوئے نوٹوں کا پیچھا کرنے کی بجائے بڑے غور سے کار میں موجود مسافروں کو گھورتے رہے۔

اگلے روز بری فوج کے جاسوس یونٹ کی طرف سے افسر بالا کو رپورٹ موصول ہوئی کہ (حضرت) خلیفہ رابع کو جھنگ کی طرف جاتی ہوئی ایک کار میں دیکھا گیا ہے۔ ممکن ہے وہ کراچی جا رہے ہوں۔ لیکن اس رپورٹ کی طرف کوئی توجہ نہ دی گئی کیونکہ باقی چار خفیہ اداروں کی طرف سے دی گئی متفقہ اطلاع یہ تھی کہ (حضرت) خلیفہ رابع اپنے حفاظتی عملہ کی معیت میں اسلام آباد جا رہے ہیں اور راستے میں انہوں نے اپنے چچازاد بھائی کے ہاں رات بسر کی ہے۔

KLM کی ایمسٹرڈم جانے والی پرواز کو صبح دو بجے روانہ ہونا تھا۔ (حضرت) خلیفہ رابع کی کراچی ائرپورٹ تک کی یہ سات سو پچاس میل طویل زمینی مسافت تو بخیریت طے ہو گئی تاہم حفاظتی عملے کے لئے اس سفر کا لمحہ لمحہ سولی پر لٹکے ہوئے گزرا۔

یہ مختصر قافلہ ایک ریستوران پر بھی رکا۔ ریستوران کیا تھا، بس مخصوص قسم کی سادہ سی دکان تھی جو سڑک کے کنارے پر واقع تھی۔ جہاں ڈرائیور لوگ رک کر کھانا کھاتے اور چائے نوش کیا کرتے ہیں۔ (حضرت) خلیفہ رابع کے ڈرائیور نے احتیاطاً دکان سے دور ایک الگ تھلگ جگہ پر کار روک لی۔ مقصد یہ تھا کہ آپ دکان پر جانے کی بجائے وہیں کار ہی میں کھانا کھالیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کوئی آپ کو پہچان لے۔

لیکن (حضرت) خلیفہ رابع نے اس درخواست کو یکسر مسترد فرما دیا اور فرمایا:

"میری تو اس چائے خانے کے مالک سے خاصی شناسائی ہے۔ خلیفہ منتخب ہونے سے قبل میں کئی مرتبہ یہاں رکا ہوں اور چائے پی ہے"۔

چنانچہ آپ کار سے اترے اور چائے خانے کے مالک سے ملے۔ پرانی یادیں تازہ کیں۔

چائے پی کر اور تازہ دم ہو کر پھر سفر پر روانہ ہو گئے۔ کراچی ائرپورٹ پہنچنے پر آپ ایک پرائیویٹ کمرے میں تشریف فرما ہوئے۔ جہاز کی روانگی کے مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ قبل پاسپورٹ وغیرہ کی معمول کی چیکنگ ختم ہوئی۔ اب صرف اس اعلان کا انتظار تھا کہ مسافر جہاز پر سوار ہو جائیں۔ لیکن انتظار کی گھڑیاں لمبی ہوتی چلی گئیں۔

بالآخر اعلان ہوا کہ جہاز کی روانگی میں تاخیر ہو گئی ہے۔ (حضرت) خلیفہ رابع ایک الگ کمرے میں روانگی کے منتظر تھے۔ انتظار کے لمحے طویل سے طویل تر ہوتے چلے گئے لیکن جہاز روانہ نہ ہوا۔

KLM کے مینجر نے یقین دلایا تھا کہ جہاز مقررہ وقت پر روانہ ہو جائے گا لیکن اب اس نے آ کر معذرت کی اور بتایا کہ روانگی میں تاخیر صرف ائرپورٹ کے حکام کی وجہ سے ہو رہی ہے۔ ان کی وجہ ہی سے جہاز کو اڑنے کی اجازت نہیں دی جا رہی۔

(حضرت) خلیفہ رابع تو اطمینان سے انتظار کر رہے تھے لیکن ان کی (حضرت) بیگم صاحبہ اور حفاظتی عملے کے چہروں پر پریشانی کے آثار چھپائے نہیں چھپتے تھے۔ البتہ ان کی دونوں چھوٹی بیٹیاں آرام کی نیند سو رہی تھیں۔ ان معصوموں کو کیا خبر کہ انتظار کے لمحات کتنے کربناک ہوتے ہیں۔

لمحوں پر لمحے گزرتے چلے گئے۔ مقررہ وقت سے ایک گھنٹہ بعد کہیں جا کر اعلان ہوا کہ جہاز روانہ ہونے والا ہے۔ (حضرت) خلیفہ رابع، ان کی بیگم صاحبہ، دو بیٹیاں، جناب چوہدری حمید نصراللہ خان، امیر جماعت احمدیہ لاہور اور بری افواج کے مذکورہ ریٹائرڈ افسر جہاز پر سوار ہو گئے۔ اب یہ لوگ تھے اور آٹھ گھنٹے کا طویل ایمسٹرڈم تک کا سفر۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ جہاز کی روانگی میں تاخیر صرف (حضرت) خلیفہ رابع ہی کی وجہ سے ہو رہی تھی۔

اگرچہ اس وقت تو اس بات کا علم نہیں ہو سکا تھا لیکن کئی ماہ بعد جا کر پتہ چلا کہ اس موقع پر (حضرت) خلیفہ رابع کس طرح گرفتار ہوتے ہوتے بال بال بچ گئے۔

ائرپورٹ کے پاسپورٹ کنٹرول کے سامنے جنرل ضیاء کا اپنے دستخطوں سے جاری کردہ ایک حکمنامہ پڑا تھا۔ یہ حکمنامہ ملک کے تمام ہوائی، سمندری اور بری راستوں اور گزرگاہوں تک پہنچ چکا تھا۔ حکمنامہ کے الفاظ یہ تھے:

"مرزا ناصر احمد کو جو اپنے آپ کو جماعت احمدیہ کا خلیفہ کہتے ہیں، پاکستان کی سرزمین چھوڑنے کی ہرگز اجازت نہیں"۔

اس لئے کراچی ائرپورٹ پر جہاز کی روانگی میں کچھ تاخیر ہوئی تو چنداں تعجب کی بات نہ تھی۔ جنرل ضیاء کو (حضرت) خلیفہ ثالث سے اکثر سابقہ پڑتا رہا تھا۔ اس لئے اس نے غلطی سے حکم نامے پر (حضرت) مرزا ناصر احمد کا نام اپنے ہاتھ سے لکھ دیا!

جنرل ضیاء الحق نے پابندی لگائی بھی تو (حضرت) خلیفہ ثالث پر جو اس پابندی کے لگنے سے دو سال قبل وفات پا چکے تھے۔

(حضرت) خلیفہ رابع کے پاسپورٹ پر وضاحت سے لکھا ہوا تھا کہ ان کا نام (حضرت) مرزا طاہر احمد ہے اور یہ کہ وہ عالمی جماعت احمدیہ کے امام ہیں۔

ائرپورٹ پر انتظار کی طویل گھڑیوں کے دوران پاسپورٹ کنٹرول آفس کی مصروفیات اور تگ و دو بھی قابل دید تھی۔ اس الجھن کے حل کے لئے اسلام آباد سے مسلسل رابطہ کیا جا رہا تھا لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس گتھی کو سلجھانے کے لئے اگر کوئی افسر مجاز ملتا بھی تو کس طرح اور وہ بھی صبح کے دو بجے۔ ڈیوٹی پر حاضر عملے نے جواباً یہی کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی پرانا حکم ہے جو شاید اب زائد المیعاد ہو چکا ہے۔ بہر حال مصدقہ اطلاع یہی ہے کہ (حضرت) خلیفہ رابع ربوہ سے اسلام آباد جانے کے لئے روانہ ہو چکے ہیں اور اب اسلام آباد پہنچنے ہی والے ہیں۔ بالآخر جہاز کو پرواز کی اجازت دے دی گئی۔

☆......☆......☆......☆

صبح کے تین بج رہے تھے۔ امام صاحب مسجد فضل لندن جناب عطاء المجیب راشد کے ہاں ٹیلیفون کی گھنٹی بجی۔ راشد صاحب نے ٹیلیفون اٹھایا "تیار ہو جایئے" آواز آئی۔

"تیار تو میں ہوں لیکن کیسی تیاری؟"

آواز تو راشد صاحب نے فوراً پہچان لی تھی۔ یہ ربوہ سے بیرونی ممالک میں جماعت احمدیہ کے مشنوں کے ناظم مسعود احمد تھے۔ انہوں نے بتایا "(حضرت) خلیفہ رابع چار گھنٹے قبل پاکستان سے یورپ روانہ ہو چکے ہیں۔ ان کے یورپ پہنچنے کا انتظار تھا۔ اس لئے آپ کو اس سے پہلے اطلاع نہیں دی گئی"۔

عطاء المجیب راشد کہتے ہیں "یہ خبر سن کر میں فرط تشکر سے گنگ ہو کر رہ گیا۔ میری اہلیہ نے پوچھا کیسا فون تھا خیر تو ہے؟ لیکن میں جواب کیا دیتا۔ میرے جسم و جان تو اللہ (تعالیٰ) کے حضور اس کا شکر ادا کرنے کے لئے سجدہ ریز ہو چکے تھے کہ اس نے محض اپنے فضل سے آپ ہی ہمارے پیارے آقا کے مقدس وجود کی حفاظت کے سامان فرمادئے تھے"۔

اس کے ساتھ ہی امام عطاء المجیب راشد (حضرت) خلیفہ رابع کے استقبال کی تیاریوں میں ہمہ تن مصروف ہو گئے۔ ان کی اہلیہ نے (حضرت) خلیفہ رابع کی رہائش گاہ کے لئے کمرے خالی کر دئے اور ان کی صفائی شروع کر دی۔ اسی طرح دفتر کے لئے بھی کمرہ خالی ہو گیا۔

لندن میں موجود جماعت کے اعلیٰ عہدیداران کو بذریعہ ٹیلیفون فوراً خبردار کر دیا گیا کہ وہ اس وقت یعنی ساڑھے چار بجے صبح ایک ہنگامی اجلاس میں ضرور شمولیت کریں۔

جماعت ہائے احمدیہ ہالینڈ کو بھی (حضرت) خلیفہ رابع کی متوقع آمد سے مطلع کر دیا گیا۔

اس کے فوراً بعد یہ اطلاع بھی مل گئی کہ حضور کا جہاز ایمسٹرڈم کے ہوائی اڈہ پر اتر چکا ہے اور آپ لندن کے لئے بذریعہ ہوائی جہاز روانہ ہو چکے ہیں۔

آپ ساڑھے بارہ بجے سے ذرا پہلے مسجد فضل لندن پہنچ گئے۔ کم و بیش تین سو احمدی آپ کے استقبال کے لئے موجود تھے۔ جو آپ کی آمد کی خبر سن کر کھینچے چلے آئے تھے۔

اس طویل ہوائی سفر کے بعد (حضرت) خلیفہ رابع کے چہرے پر تھکن کے آثار نظر آ رہے تھے۔ آنکھیں سرخ ہو رہی تھیں اور کپڑے شکن آلود تھے۔ لیکن آپ نے سب سے پہلے مسجد میں حاضری دی اور ظہر کی نماز پڑھائی۔ آپ نے بتایا کہ میرا گلا بیٹھا ہوا ہے اس لئے میں بلند آواز سے نہیں بول سکتا۔ ربوہ میں چونکہ لاؤڈ سپیکر پر پابندی ہے۔ مسجد میں احباب سے مخاطب ہوتے وقت مجبوراً مجھے پورے زور سے بولنا پڑتا تھا جس کی وجہ سے گلا متاثر ہوا ہے۔ ادھر (حضرت) خلیفہ رابع کے ایمسٹرڈم

TOWNHEAD PHARMACY

FOR ALL YOUR

PHARMAECUTICALS NEEDS

☆......☆......☆

31 Townhead Kirkintilloch

Glasgow G66 1NG

Tel: 0141-211-8257

Fax: 0141-211-8258

پہنچتے ہی جناب کاہلوں صاحب کی طرف سے ان کے برادر نسبتی کو ربوہ میں ٹیلیکس کے ذریعہ ایک عجیب وغریب پیغام ملا۔ جس کا متن یہ تھا:

"قیمتی سامان جو ایمسٹرڈم بھیجا گیا بخیرت پہنچ گیا ہے اور جلد ہی لندن پہنچ جائے گا"۔

کوشش کے باوجود ٹیلیکس کا معمہ ان کی سمجھ میں نہ آیا۔ پہلے انہوں نے دفاتر میں گھوم پھر کر اسکے حل کی کوشش کی۔ وہاں سے ناکامی کے بعد اپنی بیگم سے پوچھا کہ تمہارے بھائی نے یہ ایک عجیب وغریب ٹیلیکس بھیجی ہے کہ ایک قیمتی پیکٹ پہنچ گیا۔ لاکھ مغز کھپایا لیکن کچھ سمجھ میں نہیں آرہا کہ وہ کہنا کیا چاہتے ہیں۔ کسی کو کچھ پتہ نہیں۔ کہیں آپ نے تو ان کو کوئی پیکٹ نہیں بھیجا؟

ان کی بیگم "نہیں" کہتے کہتے رک گئیں۔ پھر بولیں سنا تو ہے کہ (حضرت) خلیفہ رابع پاکستان سے تشریف لے جاچکے ہیں۔ میرا مشورہ تو یہ ہے کہ آپ یہ ٹیلیکس فوری طور پر امیر مقامی کے پاس لے جائیں۔

دراصل یہی تو ایک خوشخبری تھی جس کا اس راز میں شریک چند لوگوں کو انتظار تھا۔ اب کیا تھا چشم زدن میں یہ خبر جنگل کی آگ کی طرح پہلے ربوہ اور پھر پاکستان بھر میں پھیل گئی۔

جنرل ضیاء الحق تو یہ خبر سن کر باؤلا ہو گیا۔ وہ پہلے تو کراچی میں محکمہ امیگریشن کے افسران بالا پر گرجا برسا اور انہیں بیک قلم معطل کر دیا۔ پھر اس نے حکم دیا کہ پوری اور ہمہ جہت تحقیق اور چھان بین کی جائے اور کوئی گوشہ فروگذاشت نہ ہونے پائے کہ "آخر یہ سب کچھ بغیر سازش اور ملی بھگت کے ہوا کیسے؟۔ یاد رکھو جو لوگ بھی اس سازش میں ملوث پائے گئے، میں ان کو ناکوں چنے چبوادوں گا"۔ جنرل ضیاء الحق نے چیخ کر کہا۔ ادھر ضلع جھنگ کی پولیس کے افسر اعلیٰ اسی صبح اپنے ایک دوست کے ہمراہ دفتر میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہیں بتایا گیا کہ اسلام آباد سے ٹیلیفون کال ہے۔ صدر پاکستان جنرل ضیاء الحق فون پر منتظر ہیں، آپ ان سے بات کریں۔

"مرزا طاہر احمد کہاں ہے؟" جنرل ضیاء الحق چلا رہا تھا۔ "اسے میرے سامنے پیش کیا جائے"۔ ضیاء الحق کی آواز دفتر میں بیٹھے ہوئے مہمان کو بھی صاف سنائی دے رہی تھی۔ "جناب مجھے تو کچھ علم نہیں"۔ پولیس افسر نے ڈرتے ڈرتے جواب دیا۔ مہمان مذکور نے بتایا کہ جواب دیتے وقت ضلعی پولیس کا یہ افسر اعلیٰ خوف سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ جواب سن کر جنرل ضیاء الحق غصے سے آگ بگولا ہو گیا اور دھاڑ کر بولا "تم کہنا کیا چاہتے ہو؟ تمہیں کیوں علم نہیں ہے؟ یہ ذمہ داری تمہاری ہے۔ وہ تمہارے ضلع کی حدود میں رہتا ہے۔ تمہارے ہوتے ہوئے تمہارے سامنے وہ غائب ہو گیا اور تمہیں اس کی کانوں کان خبر نہ ہو سکی۔ میں تو تمہیں پکڑوں گا۔ عافیت چاہتے ہو تو فوراً اسے پیش کرو"۔ ضلعی پولیس کے افسر اعلیٰ نے اپنی سراسیمگی پر قابو پاتے ہوئے انتہائی لجاجت سے جواب دیا "جناب خاطر جمع رکھیں میں ابھی ایک تحقیقاتی ٹیم تشکیل دے کر مرزا طاہر احمد کو جہاں کہیں بھی ہو، ڈھونڈ نکالوں گا"۔

جنرل ضیاء الحق کا جواب کیا تھا، دھمکیوں اور گالیوں کا ایک لاوا تھا جو کئی منٹ تک ابلتا رہا۔

ادھر لندن میں پاکستانی سفارت خانے میں سیکورٹی کا سربراہ اپنی جگہ مصروف عمل تھا۔ اس نے لندن میں مقیم ایک سابق پاکستانی سفیر سے ٹیلیفون پر دریافت کیا۔ "کیا تم جانتے ہو کہ مرزا طاہر احمد اس وقت کہاں ہے؟" سابق سفیر نے جواب دینے کی بجائے ایک اور سوال کر دیا۔ "آپ یہ بات مجھ سے کیوں پوچھ رہے ہیں؟"۔ سفارت خانے کے سیکورٹی افسر نے جواب دیا: "ہمیں پاکستان سے اطلاع ملی ہے کہ مرزا طاہر احمد خفیہ طریق سے پاکستان چھوڑ کر سوئٹزر لینڈ چلے گئے ہیں لیکن سوئٹزر لینڈ کے ذرائع نے ہمیں بتایا ہے کہ وہاں تو ان کی آمد کا نام ونشان تک نہیں ہے"۔

اس پر سابق سفیر نے جواب دیا:

"(حضرت) خلیفہ رابع ایک عام مسافر کی طرح ایک معمول کی پرواز پر پاکستان سے روانہ ہوئے تھے اور وہ اس وقت لندن میں ہیں"۔

اگلے دن آپ کی پاکستان سے ہجرت کی خبر کو دنیا بھر کے اخبارات نے جلی حروف میں شہ سرخیوں کے ساتھ صفحہ اول پر جگہ دی۔ پاکستان اور ہندوستان کے مسلمانوں نے یہ خبر بی بی سی کی عالمی سروس کے ذریعے سنی۔ انگریزی اور اردو میں دیئے گئے انٹرویو میں جو بی بی سی کے اردو اور انگریزی کے پرگراموں میں نشر ہوا۔ (حضرت) خلیفہ رابع نے سفر ہجرت اور اپنے آئندہ منصوبوں پر روشنی ڈالی۔

جنرل ضیاء الحق کو یقین تھا کہ وہ جماعت احمدیہ کا گلا گھونٹ کر رکھ دے گا۔ لیکن یہ سب کچھ اس کی کوشش اور خواہش کے برعکس ہوا۔ اور اس نے اس تحریک کو ترقی کرنے اور پھولنے کا ایک نادر موقع فراہم کر دیا۔ لندن آج بھی بین الاقوامی رابطے اور میل ملاپ کے لئے ایک مصروف ترین مرکزی گزرگاہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ لندن پہنچ کر (حضرت) خلیفہ رابع کو وہ موقع میسر آگیا جس سے فائدہ اٹھا کر اب وہ جماعت احمدیہ کی بھرپور اور مؤثر راہنمائی کر سکتے تھے جس سے جماعت کا دنیا بھر کو حلقہ بگوش اسلام کرنے کا خواب بآسانی شرمندہ تعبیر ہو سکتا تھا۔

لندن آنے کے بعد آپ نے ایک مرتبہ اس سلسلے میں فرمایا: "خدائی حکمتیں بھی کتنی حیرت انگیز ہوتی ہیں"۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ (حضرت) خلیفہ رابع اپنی یقینی گرفتاری سے صرف بارہ گھنٹے قبل بچ نکلنے میں کامیاب ہوئے تھے۔ آپ کی ہجرت کی خبر سے صرف بارہ گھنٹے پہلے گورنر پنجاب بذریعہ ٹیلیفون یہ حکم دے چکے تھے کہ مرزا طاہر احمد لاہور پہنچ کر فوراً اس کے دفتر میں حاضر ہوں۔ اگر یہ حکم ان تک پہنچ جاتا اور اس کی تعمیل میں وہ گورنر پنجاب سے ملتے تو یقینی طور پر گرفتار کر لئے جاتے۔

(از کتاب "مردخدا" صفحہ ۲۸۳ تا ۳۰۷)

اب کہو کس کی ہوئی نصرت جناب پاک سے
کیوں تمہارا متقی پکڑا گیا ہو کر کے خوار
پھر ادھر بھی کچھ نظر کرنا خدا کے خوف سے
کیسے میرے یار نے مجھ کو بچایا بار بار
قتل کی ٹھانی شریروں نے چلائے تیر مکر
بن گئے شیطاں کے چیلے اور نسلِ ہو نہار
پھر لگایا ناخنوں تک زور بن کر اک گروہ
پر نہ آیا کوئی بھی منصوبہ ان کو سازوار
ہم نگہ میں ان کی دجّال اور بے ایماں ہوئے
آتشِ تکفیر کے اڑتے رہے پیہم شرار
اب ذرا سوچو دیانت سے کہ یہ کیا بات ہے
ہاتھ کس کا ہے کہ ردّ کرتا ہے وہ دشمن کا وار

(درثمین)

بقیہ: کسیر صلیب اور اہل دانش
از صفحہ نمبر ۴

(of Loving God میں یہ تحریر کیا:

"For as Jonah was three days and three nights in the belly of a huge fish,so the Son of man will be three days and three nights in the heart of the earth".*(Matt.12:40).*

And Jonah did not die inside the fish before he emerged. Jesus may have visited India, and he may have even returned there after his crucifixion".

(The Holy bible,King James version. Matthew 26:32)

"یہ امر قابل توجہ ہے کہ مسیح نے یہ فرمایا کہ ان کی تصدیق کے لئے کوئی نشان نہیں دکھایا جائے گا بجز یونس نبی کے نشان کے۔ جیسا کہ یونس تین دن مچھلی کے پیٹ میں رہا۔ ابن آدم بھی تین رات دن زمین کے اندر رہے گا۔ (متی باب ۱۲ آیت ۴۰) اور یونس مچھلی کے پیٹ میں مرے نہیں بلکہ وہ مچھلی سے زندہ نکل آئے۔ عین ممکن ہے کہ مسیح ہندوستان گئے ہوں اور واقعہ صلیب کے بعد واپس ہندوستان آ گئے ہوں"۔

کس قدر عمدگی اور دیانت داری سے ان تین محققین نے حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے بیان فرمودہ استدلال کی نہ صرف تائید کی بلکہ ہولجر کرسٹن نے تو یہاں تک بیان کیا کہ قرآن کریم نے مسیح کے سفر اور ان کے پناہ دینے کے مقام کی بھی تعیین کی ہے۔

صاف دل کو کثرت اعجاز کی حاجت نہیں
اک نشاں کافی ہے گر دل میں ہو خوف کردگار

(باقی آئندہ شمارہ میں انشاء الله)

داعی الی اللہ کا مقام

سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

خدا تعالیٰ کرے کہ ہر احمدی...... اس قسم کا پاکباز اور پاک نفس داعی الی اللہ بن جائے جس کی باتوں میں قوت قدسیہ ہو، جس کی آواز میں خدا تعالیٰ کی طرف سے صداقت کی شوکت عطا کی جائے۔ جس کی بات کا انکار کر دینا دنیا کے بس میں نہ رہے۔ اس کے دم میں خدا شفا رکھے اور روحانی بیماریوں کی شفا کا موجب بنے۔ اللہ تعالیٰ کرے کہ ایسا ہی ہو"۔ (خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۱/مارچ ۱۹۸۳ء)

باموقع جگہ پر
PIZZA برائے فروخت
رابطہ کے لئے
مبارک احمد احمدی
Tel: 09343 589005
09371 6078 & 6079
Haupt Str. 28
63927 BURGSTADT
(Germany)

LONDON MONEY EXCHANGE
پاکستان بھر میں رقم بھجوائیں۔ بہترین ریٹ کے لئے تشریف لائیں
یا رقم ہمارے بینک میں جمع کروائیں اور رقم پاکستان میں وصول کریں
رابطہ: مبشر احمد صدیقی
270 Ilford Lane, Ilford, Essex 1G1 2SD
Tel:020 8478 2223 Mobile: 07968 775401

یار ازل کے دیوانے

(نصیر احمد قمر)

۲۶ر اپریل ۱۹۸۴ء کو پاکستان پر مسلط ڈکٹیٹر نے بزعم خویش خدمت اسلام کے نام پر ایک نہایت ظالمانہ آرڈیننس کے ذریعہ احمدیوں کے لئے نماز کے لئے اذان دینے پر اور مسجد کو مسجد کہنے اور دیگر شعائر اسلام کے استعمال پر پابندی لگاتے ہوئے ان امور کو قابل تعزیر جرم قرار دیا اور اس کے ساتھ ہی پاکستان کے احمدیوں پر مظالم کے نئے ابواب کھل گئے۔ اس آرڈیننس کے بعد کے ان ابتدائی چند دنوں میں جب سیدنا حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ربوہ میں موجود تھے مسجد مبارک میں آپ کی اقتداء میں ادا ہونے والی نمازوں میں سوز و گداز اور آہ وبکاء کی کیفیات کے زیر اثر یکم مئی ۱۹۸۴ء کی ایک تحریر۔ (مطبوعہ روزنامہ خالد ربوہ مئی ۱۹۸۴ء)

ایک امام کے پیچھے صف بستہ —— صفوں میں کامل اتحاد —— گویا بنیان مرصوص
محو نماز —— اپنے مولا سے راز و نیاز —— قراءت امام میں سوز و گداز —— محبت و پیار اور درد میں ڈوبی
ہوئی آواز —— مقتدیوں پر بھی عجیب وار فتگی کا عالم —— دنیا و مافیہا سے بے خبر —— بے نیاز ——

''اَلْحَمْدُلِلّٰہ'' سے کلام پاک کی تلاوت کا آغاز —— سینوں میں موجزن شوق زیارت حبیب
میں تلاطم —— کلام یار کا ایک ایک لفظ، ایک ایک حرف دلوں میں اترتا ہوا —— ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ
وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' کے الفاظ میں اپنے عجز —— اور اپنے مولا کی عظمت و کبریائی کے اقرار
کے ساتھ —— فریاد رسی کی درد بھری التجا —— یار ازل سے براہ راست تخاطب ——
مقام احسان —— دیدار یار —— ''اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ'' کی تکرار —— از خود رفتہ
—— ہر یار کے لئے بے چین و بے قرار —— آہیں —— ہچکیاں —— چیخیں ——
دلدوز چیخیں —— آنسو —— آنسوؤں کی برسات —— ہر آنسو بیتابانہ اور بے اختیار ——
گویا دل پگھل کر بہہ رہے ہوں —— آہ وبکا کی شدت —— گریہ وزاری کا عروج ——

کیوں بھائی! —— یہ شور محشر کیوں؟ —— کس لئے؟ —— کس کی خاطر؟
کیا کوئی جانی عزیز فوت ہوا؟ —— نہیں
کسی کا گھر جلا؟ —— نہیں
کسی کا مال چھنا؟ —— نہیں
کوئی جائیداد لٹی؟ —— نہیں
تو پھر کیا ہوا؟ —— یہ شور قیامت کیوں؟ ——

بھائی! تم ہمیں غلط سمجھے —— ایسی کوئی بات نہیں ہے ——
ہمیں ان سے کوئی پیار نہیں ہے
یہ سب چیزیں تو فانی ہیں
ہم ان کو لے کر کیا کریں گے
ہم تو —— اُس یار ازل کے دیوانے ہیں
اس کے عاشق —— پروانے ہیں
جو سب سے بڑھ کر، سب پر غالب ہے
ہم اس کی قربت اور عظمت کے طالب ہیں

اس نے کہا: تم چھا جاؤ گے
اپنے عشق کی گرمی سے
سب دنیا کو
گرما جاؤ گے

☆......☆......☆......☆......☆

وصیت سے ایمانی ترقی

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں: ''جس قدر ہو سکے دوستوں کو چاہئے کہ وصیت کریں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ وصیت کرنے سے ایمانی ترقی ضرور ہوتی ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ اس زمین میں متقی کو دفن کرے گا تو جو شخص وصیت کرتا ہے اسے متقی بنا بھی دیتا ہے''۔

اے شاہ زماں خالق انوارِ محبت
اے جان جہاں ! رونقِ گلزارِ محبت
کوچہ میں ترے گرم ہے بازار محبت
''سر بیچتے پھرتے ہیں خریدارِ محبت''
ہم کو بھی عطا ہو کہ تری عام ہے رحمت
اک سوزِ دروں خلعتِ دربارِ محبت
شعلہ سا ترے حکم سے سینوں میں بھڑک جائے
پھر بجھ نہ سکے تا بہ ابد نارِ محبت
ہاتھوں میں لئے کاسۂ دل آئے ہیں مولا
خالی نہ پھریں تیرے طلب گار محبت

(درّعدن)

مبلغ کی اصل ذمہ داری

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ نے فرمایا:

''ہمارے مبلغوں کا ایک کام تو اپنے علم اور اپنے نمونہ اور اپنی دعا سے تبلیغ کرنا ہے لیکن اس سے بھی بڑا کام ان کا تبلیغ کے میدان میں جماعت کی قیادت کرنا ہے۔ اور یہ قیادت کا کام علم اور نمونہ اور دعا سے ہی ہو سکتا ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض کم عمر مبلغ جنہیں اللہ تعالیٰ کے فضل نے تقویٰ عطا کیا، انہیں دعا کی عادت نصیب ہوئی اور وہ بہت زیادہ موثر ثابت ہوئے، بہ نسبت ان بڑی عمر کے تجربہ کار مبلغوں کے جن کا علم زیادہ ہوتا ہے تجربہ بھی زیادہ ہوتا ہے لیکن دعا کی عادت نہیں ہوتی۔

پس اس طرف مبلغوں کو بھی توجہ کرنی چاہئے اور نظارت اصلاح وارشاد کو بھی توجہ کرنی چاہئے۔ ان کا اصل کام جماعت سے اصلاح وارشاد کا کام لینا ہے۔ اگر وہ خود ایک حد تک کام کر کے یہ سمجھیں کہ جو ہماری ذمہ داری تھی وہ ہم نے ادا کر دی تو یہ انہوں نے غلط سمجھا ہے۔ انہوں نے اپنی ذمہ داری کا شاید ۱۰۰/۱ یا ۱۰۰۰/۱ سمجھا ہے اور ۱۰۰۰/۹۹۹ ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ جماعت سے اصلاح وارشاد کا کام لیں۔ جماعت کا نمونہ ٹھیک کریں۔ جماعت کے علم کو بڑھائیں۔ جماعت میں دعا کرنے کی عادت ڈالیں۔ جماعت کے اندر یہ احساس پیدا کریں کہ وہ دنیا کے لئے ایک نمونہ اور وہ اس کشتیٔ نوح کے ملاح ہیں جس کے متعلق خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو فرمایا ہے کہ جو اس کشتی پر سوار ہوا وہ محفوظ رہا اور جو اس کشتی پر سوار نہ ہوا اس کے حصہ میں تو غرق ہونا ہے۔

اس طرف نظارت کو توجہ کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس وقت ہماری جماعت کو یہ طاقت دی ہے کہ اگر چاہیں تو پندرہ دن کے اندر لاکھوں کے ہاتھ میں صحیح طور پر اپنا لٹریچر پہنچا سکتے ہیں۔ لیکن میرا خیال ہے کہ پندرہ دن میں بمشکل ہزار تک بھی نہیں پہنچتا ہو گا اور یہ قیادت کی کمی کی دلیل ہے۔

مبلغ کا کام یہ ہے کہ وہ قائد بنے۔ وہ ایک منصوبہ بنائے مثلاً چک نمبر ۸۷ سرگودھا میں میرے خیال میں ایک ہی خاندان ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک خاندان اللہ تعالیٰ کے فضل سے اتنی طاقت رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ توفیق دے تو گاؤں کے ہر گھر میں اپنا لٹریچر پہنچا سکتے ہیں۔ پھر چک نمبر ۹۷ سرگودھا ہے۔ یہاں بڑی جماعتیں ہیں ان کے سپرد کر دیا جائے کہ تم نے سلسلہ کا لٹریچر صحیح ہاتھوں میں پہنچانا ہے۔ تو مجھے یقین ہے کہ وہ اس میں پورے اتریں گے۔ لیکن یہ اسی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ان کی صحیح طور پر قیادت کی جائے اور ایک منصوبے کے مطابق کام کیا جائے۔

اس وقت دنیا کی راہنمائی کرنا میرا اور آپ سب کا فرض قرار دیا گیا ہے۔ ہم اگر دنیا کو چھوڑ کر اپنے ملک کی بھی صحیح راہنمائی نہ کر سکے تو یہ بحیثیت جماعت بدقسمتی ہو گی۔ اور اس طرح ہم اللہ تعالیٰ کے بہت سے فضلوں سے محروم ہو جائیں گے۔ دنیا نے ہمیں حقارت کی نظر سے دیکھا اور دیکھ رہی ہے اور دنیا نے اس نظارے کے ساتھ کہ سب نے ہمیں حقارت کی نگاہ سے دیکھا یہ مشاہدہ کیا ہے (اگر ان کی آنکھ بینا ہے تو) وہ اس کا انکار نہیں کر سکتے کہ جس چھوٹی سی بے مایہ جماعت کو ساری دنیا نے حقارت کی نگاہ سے دیکھا، اس جماعت کو اللہ تعالیٰ نے حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھا بلکہ عزت کی نگاہ سے دیکھا ہے۔ یہ صرف ہمارا مشاہدہ نہیں بلکہ ہر بینا آنکھ یہی مشاہدہ کرے گی اور کر رہی ہے۔

پس یہ عزت آپ کے پیدا کرنے والے رب کی طرف سے ہے جو خالق کل اور مالک کل ہے۔ جس پر آپ کا کوئی حق نہیں ہے اور ہر چیز جو ملتی ہے وہ عطا کے طور پر ملتی ہے۔ یہ چیز جب آپ نے پائی تو کیا آپ ایک لحظہ کے لئے اس چیز کو برداشت کر لیں گے کہ وہ آنکھ جس میں آپ نے ہمیشہ پیار کو دیکھا تھا وہ آنکھ اس کے غضب کو دیکھنے لگ جائے۔ یہ تو کوئی احمدی برداشت نہیں کر سکتا۔ اسلئے جو آج کا تقاضا ہے اور آج کی ضرورت ہے اسے پورا کرنے کے لئے آپ اپنی کمروں کو کسیں اور عمل کے میدان میں آئیں''۔

(رپورٹ مجلس مشاورت ۱۹۷۰ء)

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیر انتظام شائع کئے جاتے ہیں۔ براہ کرم خطوط میں اپنے مکمل پتہ کے علاوہ فون نمبر بھی ضرور تحریر فرمائیں:

AL-FAZL DIGEST,6 HARDWICKS WAY,
LONDON SW18 4AJ U.K.

ٹالسٹائے کی تصانیف

عظیم روسی مصنف ٹالسٹائے کے بارہ میں ایک مضمون قبل ازیں ہفت روزہ "الفضل انٹرنیشنل" یکم ستمبر ۲۰۰۰ء کے اسی کالم کی زینت بن چکا ہے۔ روزنامہ "الفضل" ربوہ ۱۲؍فروری ۲۰۰۰ء میں ٹالسٹائے کی بعض تصانیف کے بارہ میں ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

ٹالسٹائے نے چھوٹی بڑی نوے کتب تصنیف کیں۔ پہلی تصنیف "بچپن" تھی جو آپکے ذاتی مشاہدات کا مجموعہ تھی۔ اس کے بعد "لڑکپن"، "جوانی" اور "ایک جاگیردار کی صبح" کی اشاعت نے ٹالسٹائے کی عظمت دلوں میں گاڑ دی۔ اس کے بعد اُنہوں نے اپنے مشاہدات کی بنیاد پر کئی ناول اور افسانے رقم کئے جنہوں نے روسی ادب میں ٹالسٹائے کو عظیم مقام پر کھڑا کردیا۔ "ایک اعتراف" اُن کی آخری کتاب تھی جس میں انہوں نے عیسائیت سے برگشتہ ہونے کا کھلم کھلا اعلان کیا اور عیسائی عقائد پر گہری طنز کی۔ انہوں نے لکھا: "مَیں اُن لوگوں کے اعمال کی جو عیسائیت کا دعویٰ کرتے ہیں کڑی نگرانی کرتا رہا ہوں اور مَیں نہایت خوفزدہ ہوں"۔ کتاب کا اختتام وہ یوں کرتے ہیں: "مَیں جاننا چاہتا ہوں کہ اس (عیسائی مذہب) میں کیا جھوٹ اور کیا سچ ہے۔ مَیں جھوٹ اور سچ کو ایک دوسرے سے علیحدہ کرنا چاہتا ہوں"۔ اس کتاب کی اشاعت کے بعد ٹالسٹائے کو عیسائی مذہب سے نکال دیا گیا۔ اگرچہ روس میں یہ کتاب ضبط کرلی گئی لیکن خفیہ طور پر اس کی خوب اشاعت ہوئی۔

"جنگ اور امن" ٹالسٹائے کا ایک عظیم تاریخی ناول ہے جسے دنیا کے تین بہترین کلاسیکل ناولوں میں شمار کیا جاتا ہے۔ اسے ٹالسٹائے نے ۱۸۶۳ء میں لکھنا شروع کیا تھا۔ اس ناول میں پانچ سو کردار ہیں اور زندگی کے تقریباً تمام رنگ ہیں۔ ۱۸۶۹ء میں یہ ناول مکمل ہوا اور چھ جلدوں میں شائع ہوا۔ ٹالسٹائے نپولین کے مداح تھے اور اُنہیں ہمیشہ یہ احساس رہا کہ وہ وقت کے بعد پیدا ہوئے ہیں، کاش وہ نپولین کے ہم عصر ہوتے!۔ جس زمانہ میں یہ ناول لکھا گیا تھا، اُس وقت روس کا اعلیٰ طبقہ فرانسیسی زبان بولتا تھا اور اس پر فخر کرتا تھا۔ بعض لوگ تو روسی زبان سیکھنا ہتک خیال کرتے تھے لیکن جنگ عظیم دوم میں جب روس اور فرانس کا ٹکراؤ ہوا تو پھر روسیوں میں قومی عصبیت ابھری اور انہوں نے فرانسیسی ترک کرکے روسی زبان اپنانی شروع کی۔ ناول لکھنے کے زمانہ میں اگرچہ یورپ میں موجودہ گریگورین کیلنڈر رائج ہوچکا تھا لیکن روس میں ابھی جولین کیلنڈر ہی رائج تھا چنانچہ ٹالسٹائے نے جولین کیلنڈر ہی استعمال کیا۔ دونوں کیلنڈروں کی تاریخوں میں بارہ دن کا فرق ہے۔

روسی زبان کے مزاج دان ایک امریکی ایڈمنڈ ولسن نے کہا ہے کہ اگر کوئی روسی زبان سے شناسائی کے بعد صرف اس ایک ناول کو پڑھ لے تو وہ تقریباً تین چوتھائی روسی زبان کا ماہر بن چکا ہوگا۔

آئس لینڈ

روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸؍جنوری میں آئس لینڈ کے بارہ میں مکرم پروفیسر طاہر احمد نسیم صاحب کا ایک مضمون شامل اشاعت ہے۔

زمین کے انتہائی شمال میں برف پوش علاقے آئس لینڈ اور گرین لینڈ واقع ہیں جن کا درمیانی فاصلہ بھی قریباً دو سو میل ہے۔ آئس لینڈ کو برف اور آگ کی سرزمین کہا جاتا ہے۔ برف تو نظر آتی ہے لیکن آگ سے مراد وہ قدرتی لائن ہے جسے Fault کہا جاتا ہے۔ یہ زمین کے اندرونی گرم لاوے کی وجہ سے پڑنے والی وہ دراڑ ہے جو کئی میل گہری اور کئی سو میل لمبی ہے اور بعض جگہوں پر اس کی چوڑائی سینکڑوں فٹ تک ہوسکتی ہے۔ یہاں سطح زمین کا اندرونی گرم لاوے سے براہ راست رابطہ ہوتا ہے جس کے نتیجے میں آتش فشاں پہاڑ بھی بن جاتے ہیں۔ چنانچہ آئس لینڈ میں دو سو سے زیادہ آتش فشاں پہاڑ پھٹ چکے ہیں۔ اور جن علاقوں میں آتش فشانی مادہ نیچے نہیں ہوتا وہاں گرم پانی کے چشمے پھوٹ پڑتے ہیں اور گرم پانی کے فوارے جاری ہوجاتے ہیں جنہیں گیزر (Geyser) کہا جاتا ہے۔ اس پانی میں گندھک کی آمیزش پائی جاتی ہے۔ آئس لینڈ کے ایک گیزر کا پانی ۱۹۵؍فٹ تک اوپر ہوا میں اچھلتا ہے۔ سطح زمین پر اور سمندر میں آتش فشاں پہاڑ پھٹتے رہتے ہیں۔ ۶۳ء میں سمندر میں ایک آتش فشاں کے پھٹنے سے نیا جزیرہ پیدا ہوگیا تھا۔ ایک اور جگہ پر سطح زمین کا ایک آتش فشاں پانچ ہزار سال تک خفیہ حالت میں رہنے کے بعد اچانک پھٹ پڑا۔

انتہائی شمال میں واقع ہونے کے باوجود یہاں کی آب وہوا زیادہ سرد نہیں ہے۔ ملک کا زیادہ تر حصہ سطح مرتفع یعنی چھوٹی بڑی چٹانوں پر مشتمل ہے لیکن ساحلِ سمندر کے ساتھ والا علاقہ انتہائی زرخیز ہے جہاں لوگ بھیڑیں پالتے اور فصلیں اگاتے ہیں۔ جون میں دن اتنے لمبے ہوتے ہیں کہ رات کو بھی سورج کی روشنی ختم نہیں ہوتی اور دسمبر میں دن کا احساس نہیں ہوتا کیونکہ مسلسل اندھیرا ہی رہتا ہے۔

زمین پر پائے جانے والے کُل پانی کا ستانوے فیصد سمندروں میں ہے جبکہ دو فیصد آئس برگ اور گلیشیئرز کی صورت میں ہے۔ صرف ایک فیصد پانی دریاؤں، جھیلوں، ندی نالوں اور زیر زمین ذخائر کی صورت میں ہمارے لئے قابل استعمال ہے۔ آئس لینڈ کا آٹھواں حصہ گلیشیئرز سے ڈھکا ہوا ہے۔ ان گلیشیئرز کا تھوڑا سا حصہ کبھی کبھار ٹوٹ کر علیحدہ ہوجاتا ہے جو آئس برگ کہلاتا ہے اور سمندر میں تیرتا پھرتا ہے۔ آئس برگ اگرچہ گلیشیئر کا چھوٹا سا ٹکڑا ہوتا ہے لیکن بڑے سے بڑا جہاز اُن کے مقابل یوں دکھائی دیتا ہے جیسے ہاتھی کے مقابل پر چوہا ہو۔ بعض کا سائز تو میلوں میں ہوتا ہے اور ایک آئس برگ ایسا بھی پایا گیا تھا جو ۲۰۰ میل لمبا اور ۶۰ میل چوڑا تھا۔ ۱۹۱۲ء میں دنیا کا سب سے بڑا بحری جہاز "ٹائی ٹینک" اپنے پہلے ہی سفر میں کسی آئس برگ سے ٹکرا کر دو گھنٹے میں غرق ہوگیا تھا جبکہ اس کے بارہ میں دعویٰ کیا گیا تھا کہ یہ کبھی ڈوب نہیں سکتا۔

محترمہ سارہ رحمٰن بٹ صاحبہ

ماہنامہ "اخبار احمدیہ" برطانیہ جنوری ۲۰۰۰ء میں محترمہ سارہ رحمٰن بٹ صاحبہ کا ذکر خیر مکرم ڈاکٹر طارق انور باجوہ صاحب کے قلم سے شامل اشاعت ہے۔

محترمہ سارہ رحمٰن صاحبہ ۱۹۳۵ء میں مکرم عبدالکریم صاحب کے ہاں گورداسپور میں پیدا ہوئیں اور ابتدائی تعلیم قادیان میں حاصل کی۔ 1947 میں برصغیر کی تقسیم کے وقت آپکے والدین سیالکوٹ میں رہائش پذیر ہوئے اور آپ نے باقی تعلیم وہاں حاصل کی۔ 1955 میں آپکی شادی مکرم عبدالرحمٰن بٹ صاحب کے ساتھ ہوئی اور آپ نیروبی منتقل ہوگئیں۔ 13 نومبر 1999 کو آپ کی وفات لندن میں ہوئی۔

آپ چھوٹی عمر ہی سے جماعت کے کاموں میں دلچسپی لیتی تھیں اور نیروبی میں بھی مختلف عہدوں پر خدمت کی توفیق پاتی رہیں۔ چنانچہ ایک عرصہ تک بحیثیت صدر لجنہ نیروبی بھی کام کیا۔ 18 سال تک نیروبی میں رہنے کے بعد 1947 میں لندن منتقل ہوگئیں۔ یہاں بھی نائب صدر لجنہ یوکے، جنرل سیکرٹری، اور سیکرٹری رشتہ ناطہ یوکے کے علاوہ قائمقام صدر لجنہ کے طور پر بھی خدمت کی توفیق پائی۔ 1984 میں حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے لندن آنے کے بعد دفتر پرائیویٹ سیکرٹری سے منسلک ہوگئیں اور حضور کی ڈاک سے متعلق جوابات دینے والی لجنہ کی ٹیم ان کی سرپرستی میں منظم ہوئی اور وفات سے چند ماہ قبل تک یہ کام کرتی رہیں۔ 1997 کے جلسہ سالانہ یوکے میں حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان کے کام کی خصوصی تعریف فرمائی۔

برصغیر کے رہنے والے آپکو رسالہ مصباح کے حوالہ سے جانتے ہیں۔ آپ مصباح کے لئے باقاعدگی سے لکھنے والوں میں شامل تھیں اور آپکے مضمون گھریلو تربیتی امور کے موضوع پر خوبصورتی سے روشنی ڈالتے تھے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ نے بھی آپ کے مضامین کی تعریف فرمائی اور باقاعدگی سے مضامین بھجوانے کیلئے کہا۔ خدا تعالیٰ نے آپ کو غیر معمولی ذہانت عطا فرمائی تھی۔ اس بنا پر انتہائی صائب الرائے تھیں چنانچہ 1985ء میں جلسہ سالانہ یوکے کے انعقاد کے موقع پر جبکہ دسمبر میں جلسہ کی تجویز تھی تو آپ نے موسم کی شدت کی بنا پر اپریل میں جلسہ کرنے کی تجویز پیش کی جسے حضور انور نے پسند فرمایا اور جلسہ کا انعقاد اپریل میں ہوا۔

ذاتی طور پر آپ اعلیٰ اخلاق کی حامل اور اوصافِ حمیدہ سے پُر انتہائی ملنسار اور پُر وقار شخصیت تھیں۔ جو ایک دفعہ ان سے ملتا ان کا گرویدہ ہو جاتا تھا۔ ہر ایک کیلئے مادرانہ شفقت رکھتی تھیں۔ اور ہر ممکن طریق سے مدد کی کوشش کرتیں۔ تہجد گزار اور صاحب رویا اور کشوف تھیں۔ بے حد دعاگو تھیں اور دعا کی قبولیت سے متعلق پہلے سے بتادیا کرتیں۔ انفاق فی سبیل اللہ میں بھی سابقون میں شامل تھیں اور ہر تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتیں۔ بہت سے یتیم طالبعلم ان کی سرپرستی میں تعلیم حاصل کرتے رہے۔ جماعت کے علاوہ دیگر charities کی بھی حتی المقدور مدد کرتیں۔ توکل علی اللہ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھیں اور خلافت سے والہانہ لگاؤ تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ کے ساتھ ذاتی تعلق تھا۔ حضور بھی ازراہِ شفقت ان کا بہت خیال رکھتے تھے۔ آخری بیماری میں خصوصاً گاہے بگاہے پھول اور پھل بھجواتے رہے اور دعائیں کرتے رہے۔

اپنی جماعتی مصروفیات کے باوجود آپ ایک ذمہ دار بیوی اور شفیق ماں تھیں۔ گھریلو ذمہ داریاں احسن طور سے نبھاتی رہیں اور بچوں کی اعلیٰ تعلیم کے ساتھ ان کی اعلیٰ تربیت بھی کی۔

وفات سے پانچ ماہ قبل پتے کی نالی کے کینسر کی تشخیص ہوئی۔ اس کے بعد انتہائی صابر رہیں اور راضی برضائے الٰہی نظر آتی تھیں موصیہ تھیں اور وفات کے وقت وصیّت کے حصّہ آمد اور جائیداد دونوں میں فاضلہ رقم موجود تھی۔ ۱۶؍نومبر ۹۹ء کو قبل از نماز ظہر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہِ شفقت نماز جنازہ پڑھائی اور بروک ووڈ قبرستان کے قطعہ موصیان میں تدفین عمل میں آئی۔

ماہنامہ "مصباح" فروری ۲۰۰۰ء میں شامل اشاعت مکرم قاضی راشد متین احمد صاحب کی ایک غزل سے چند اشعار ہدیہ قارئین ہیں:

آج پھر درپیش ہے خود آگہی کا ہی سفر
پھر رہے ہیں کوچہ کوچہ، قریہ قریہ، دربدر
اے خدائے شش جہت! مجھ کو بھی وہ ایقان دے
جس سے ہو پیدا دعاؤں میں مری بھی کچھ اثر
کس قدر انعام ہیں مجھ پر ترے اے کردگار
تُو نے مجھ کو کردیا ہے ایک پتھر سے گہر
اے مرے پیارے، مرے محسن یہ تیرا فضل ہے
ورنہ کب ہوتا ہے پیدا خشک شاخوں پر ثمر

MUSLIM TV AHMADIYYA

Muslim Television Ahmadiyya
Programme Schedule for Transmission
30/04/2001 – 06/05/2001

Please Note that programme and timings may Change without prior notice. Details of Programmes are Announced Every Six Hours.
For more information please phone on +44 20 8870 8517 or fax +44 20 8874 8344
ALL TIMES ARE NOW GIVEN IN GMT

Monday 30th April 2001

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Class: Lesson No.126, Final Part ®
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
01.10	Liqa Ma'al Arab: Session No.245 ®
02.15	MTA Variety: 'Food Festival' in Lahore
	Produced by MTA Pakistan
03.00	Urdu Class: Lesson No.147 Rec.03.03.96 ®
04.20	Learning Chinese: Lesson No.211 ®
	Hosted by Usman Chou Sahib
04.50	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®
	With Hadhrat Khalifatul Masih IV
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Kudak No.34
	Produced by MTA Pakistan
06.55	Dars Ul Quran: No.17 (1998) ®Rec:19.01.98
	By Hadhrat Khalifatul Masih IV
08.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.245 ®Rec:07.01.97
09.30	Urdu Class: Lesson No. 147 ®Rec:03.03.96
10.35	Documentary: A Visit to Northern Spain
	Production of MTA International
10.55	Indonesian Service: Friday Sermon Rec.24.06.00
	With Indonesian Translation
12.05	Tilawat, News
12.35	Documentary: ' A Visit to Bhera '
	By Syed Qamar Sulaiman Ahmad Sb
12.55	Rencontre Avec Les Francophones Rec: 13.07.97
14.00	Bengali Service: Various Items
15.00	Homeopathy Class: Lesson No.15 – Part 1
16.15	Children's Class: Lesson No.127, Part 1
16.55	German Service: Various Programmes
18.05	Tilawat, Dars Malfoozat
18.30	Urdu Class: Lesson No.148 Rec.08.03.96
19.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.246 Rec.08.01.97
20.40	Turkish Programme: Introduction to
	Ahmadiyyat – Part No.6
	Presenter: Abdul Ghaffar Sahib
21.10	Rohani Khazine: Quiz Programme
	Produced by MTA Pakistan
21.40	Rencontre Avec Les Francophones Rec.13.07.97
22.45	Homeopathy Class: Lesson No.15 – Part 1 ®

Tuesday 1st May 2001

00.05	Tilawat, News
00.40	Children's Mulaqat: Class No.127, Part 1 ®
01.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.246 ®
02.25	MTA Sports: Annual Passing Out Parade
	Organised by Nusrat Jehan Academy
	Produced by MTA Pakistan
03.05	Urdu Class: Lesson No.148 ® Rec: 08.03.96
04.10	Speech: Naeem A. Bajwa Sb.
	On a Jalsa Seeratun Nabi (S.A.W.)
	Organised by Jamia Ahmadiyya Rabwah
04.50	Rencontre Avec Les Francophones ®
06.05	Tilawat, News
06.35	Children's Corner: Class No.127, Part 1 ®
07.15	Pushto Programme: F/S Rec.25.02.00
	With Pushto Translation
08.05	Rohazine Khaznine: Prog. No.3
	Quiz Prog. Vol.3 'Victory of Islam' ®
08.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.246 ®
09.55	Urdu Class: Lesson No.148 ®
10.55	Indonesian Service: Various Programmes
12.05	Tilawat, News
12.40	Le Francais c'est Facile: Lesson No.17
13.10	Bengali Mulaqat: Rec.03.10.00
	With Bangla Speaking Guests
14.10	Bengali Service: Various Items
15.20	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.178
16.25	Le Francais c'est Facile: Lesson No.17 ®
17.00	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.10	Urdu Class: Lesson No.149 / Rec.09.03.96
19.20	Liqa Ma'al Arab: Session No.247
20.20	Norwegian Programme: 'Jesus in India' P/4
20.55	Bengali Mulaqat: Rec.03.10.00 ®
21.55	Hamari Kaenat: Programme No.89
22.15	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.178 ®
23.20	Le Francais C'est Facile: Lesson No.17 ®

Wednesday 2nd May 2001

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Guldasta No.23 ®
01.00	Liqa Ma'al Arab: Session No.247 ®
02.05	Bengali Mulaqat: Rec.03.10.00 ®
03.15	Urdu Class: Lesson No.149 Rec.09.03.96 ®
04.20	Le Francais C'est Facile: Lesson No.17 ®
04.50	Tarjumatul Quran: Lesson No.178 ®
06.05	Tilawat, News
06.40	Children's Corner: Guldasta No.23 ®
07.05	Swahili Programme: Muzaakhrah
	Host: Abdul Basit Shahid Sb.
08.05	Hamari Kaenat: Prog. No.89 ®
08.35	Liqa Ma'al Arab: Session No.247 ®
09.50	Urdu Class: Lesson No.149 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.30	Urdu Asbaaq: By Mau. Ch.Hadi Ali Sb.
	Prog. No.44 – Rec.13.01.01
12.55	Atfal Mulaqat: Rec.13.09.00
14.20	Bengali Service: Various Items
15.20	Tarjumatul Quran Class: Lesson No.179
16.40	Urdu Asbaaq: Prog. No.44®
17.05	German Service: Various Items
18.05	Tilawat
18.20	Urdu Class: Lesson No.150 Rec.15.03.96
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.248 Rec.12.02.97
20.30	MTA France: Match de Football
20.50	Atfal Mulaqat: Rec.13.09.00 ®
22.15	Tarjumatul Quran: Lesson No.179 ®
23.30	Urdu Asbaaq: Prog. No.44®

Thursday 3rd May 2001

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Cartoons ®
00.50	Liqa Ma'al Arab: Session No.248 ®
01.50	Atfal Mulaqat: 13.09.00 ®
03.20	Urdu Class: Lesson No.150 ®
04.30	Urdu Asbaaq: Prog. No.44®
04.55	Tarjumatul Quran: Lesson No.179 ®
06.05	Tilawat, News
06.45	Children's Corner: Cartoons ®
07.00	Sindhi Programme: F/S By Hazoor
	Rec.19.11.96
07.55	Tabarukaat: Speech by
	Hadhrat Maulana Jalaluddin Shams Sb.
	At the Ansarullah Ijtema 1964
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.248 ®
09.50	Urdu Class: Lesson No.150 ®
10.55	Indonesian Service: Various Items
12.05	Tilawat, News
12.40	Aina: A reply to the allegations made against
	Ch. Mohammad Zafrullah Khan Sb.
	By Hafiz Shafique-ur-Rehman Sb. Final Part
13.10	Q/A Session With Hazoor in English
	Rec.12.01.96 Held in Leicester Mission House
14.0	Bengali Service: F/S Sermon by Hazoor
15.05	Homeopathy Class: Lesson No.15 – Final Part
16.15	Children's Corner: Guldasta No.25 ®
16.55	German Service: Various Items
18.10	Urdu Class: Lesson No.151Rec.23.03.96
19.25	Liqa Ma'al Arab: Session No.249 Rec: 17.02.97
20.25	MTA Lifestyle: Al Maidah
21.05	Tabarukaat: Speech at Ansarullah Ijtema 1964 ®
21.35	Quiz History of Ahmadiyyat No.83
	Host: Fahim Ahmad Khadim Sahib
22.15	Homeopathy Class: Lesson No.15 Final Part ®
23.25	Aina: Final Part ®

Friday 4th May 2001

00.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
00.40	Children's Corner: Guldasta No.25 ®
01.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.249 ®
02.15	Tabarukaat: Speech at Ansarullah Ijtema '64
02.45	Urdu Class: Lesson No.151 ®
03.45	MTA Lifestyle: Al Maidah
04.25	Aina: Part 2 ®
04.55	Homeopathy Class: Lesson No.15 – Final Part
06.05	Tilawat, Dars ul Hadith, News
06.30	Children's Corner: Guldasta No.25 ®
07.10	Quiz; History of Ahmadiyyat No.83 ®
07.50	Saraiky Programme: Friday Sermon
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.249 ®
09.45	Urdu Class: Lesson No.151 ®
10.45	Indonesian Service: Tilawat, Dars ul Hadith
11.15	Bengali Service: Various Items
11.45	Nazm & Darood Shareef
12.00	Friday Sermon: From London
13.00	Tilawat, Dars Malfoozat, MTA News
14.00	Documentary: Safar Hum Nay Kiya
14.20	Majlis e Irfan: Rec.27.04.01
15.20	Friday Sermon: ®
16.25	Children's Corner: Class No.46, Part 1
	Produced by MTA Canada
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.10	Urdu Class: Lesson No.152 Rec.23.03.96
19.15	Liqa Ma'al Arab: SessionNo.250 Rec.18.02.97
20.20	Speech: By Sayyed Hussain Ahmad Sb.
20.50	Documentary:Safr Hum Nay Kiya ®
21.10	Friday Sermon: ®
22.10	Quiz on Hazoor's Friday Sermons
	Rec.13.04.97 at the 4th Ilmi Ralley
22.55	Majlis Irfan: Rec.27.04.01 ®

Saturday 5th May 2001

00.05	Tilawat, News
00.35	Children's Corner: Class No.46, Part 1
	Hosted by Naseem Mehdi Sahib
01.05	Friday Sermon: Rec.04.05.01®
02.15	Liqa Ma'al Arab: Session No.250 ®
03.20	Urdu Class: Lesson No.152 ®
04.20	Computers for Everyone: Part 97
	Presented By Mansoor Ahmad Nasir Sahib
04.55	Majlis e Irfan: Rec.27.04.01 ®
06.05	Tilawat, News
06.30	Children's Class: No.46 Part 1 ®
	Produced By MTA Canada
07.05	Weekly Preview
07.15	MTA Mauritius: Classe des enfants
08.10	Interview: Host Hafiz Muzaffar Ahmad Sb
	Guest: Mujeeb ur Rehman Sb, Advocate P/2
09.05	Liqa Ma'al Arab: Session No.250 ®
10.10	Urdu Class: Lesson No.152 ®
11.10	Indonesian Service: Various Items
12.15	Tilawat, News
12.45	Computers for Everyone: Part No.97 ®
13.25	German Mulaqat:
14.05	Bengali Service: Various Items
15.10	Quiz Anwar-ul-Aloom: Prog. No.5
	Host: Fareed Ahmad Naveed Sb.
15.55	Children's Class: With Huzoor Rec.05.05.01
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.10	Urdu Class: Lesson No.153 Rec.24.03.96
19.30	Liqa Ma'al Arab: Session No.251
20.30	Arabic Programme: A few extracts
	from Tafseer ul Kabeer – No.14
21.00	Weekly Preview
21.15	Children's Class: Rec.05.05.01®
22.15	Waqfeen-e-Nau Programme: No.1
22.40	German Mulaqat: ®
23.25	Quiz Programme: Anwar-Ul-Aloom No.5 ®

Sunday 6th May 2001

00.05	Tilawat, News
00.35	Quiz Khutabat-e-Iman
00.55	Liqa Ma'al Arab: Session No.251 ®
02.00	Canadian Horizon: Host Naseem Mehdi Sb.
	Children's Class No.70
03.00	Urdu Class: Lesson No.153 ®
04.00	Seeratun Nabee (saw): Prog. No.32
04.55	Children's Class: Rec.05.05.01 ®
06.05	Tilawat, News, Weekly Preview
07.05	Quiz Khutbat-e-Imam ®
07.25	German Mulaqat: ®
08.10	Chinese Programme:
	Islam Amongst Religions
08.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.251 ®
09.55	Urdu Class: Lesson No.153 ®
10.55	Indonesian Service: Various Programmes
12.05	Tilawat, News
12.40	Learning Chinese: Lesson No.212
	With Usman Chou Sahib
13.10	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat
	Rec.24.09.00
14.10	Bengali Service: Various Programmes
15.10	Friday Sermon: From London ®
16.10	Weekly Preview
16.20	Children's Class: No.127 Final Part
	Rec.03.10.98
16.55	German Service: Various Items
18.05	Tilawat,
18.15	Urdu Class: Lesson No.154
	Rec. 29.03.96
19.40	Liqa Ma'al Arab: Session No.252
	Rec.24.01.97
20.40	MTA Variety: 'Food Festival' in Lahore
21.35	Dars ul Quran No. 18
	Rec: 20.01.98
22.55	Mulaqat: Young Lajna & Nasirat ®

Translations for Huzoor's Programmes are available on the following Audio frequencies:
English: 7.02 mhz, Arabic: 7.20 mhz, Bengali: 7.38 mhz, French: 7.56 mhz, German: 7.74 mhz, Indonesian/ Russian: 7.92 mhz, Turkish: 8.10 mhz,
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

16 GRESSENHALL ROAD, LONDON SW18 5QL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8870 8517
Fax: (020) 8875 0249

Vol. 8 | Friday, April 27, 2001 | Issue No. 17

حاصل مطالعہ

دوست محمد شاھد۔ مؤرخ احمدیت

نقشۂ عالم کے دو روحانی بلاک

اگر کوئی اہلِ بصیرت تقویٰ کے بلند مینار پر کھڑے باطنی دور بین سے اکیسویں صدی کے روحانی نقشہ عالم پر نظر دوڑائے تو اسے صاف دکھائی دے گا کہ دینی، اخلاقی اور روحانی اعتبار سے اس وقت پوری ربع مسکون دو روحانی بلاکوں میں بٹی ہوئی ہے۔ ایک دہریت کا بلاک ہے اور دوسرا احمدیت کا روحانی بلاک جس کی بنیاد خدائے ذوالعرش نے اپنے مقدس ہاتھ سے قدیم نوشتوں کے مطابق رکھی ہے۔

دہریت کے بلاک میں، جہاں تک پاکستان کا تعلق ہے مذہبی اور انسانی اقدار کی کس طرح دھجیاں بکھیری جا رہی ہیں۔ وہ دراصل عالمی صورت حال ہی کا ایک مختصر مگر جامع نمونہ ہے۔ اس سلسلہ میں ایک پاکستانی صحافی جناب فضل محمود صاحب معاشرہ میں تنگ نظر اسلام فروشوں کی دہشت گردی کے ہولناک نتائج بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں:۔

"اب حالت یہ ہے کہ معاشرتی سرطان گہرا اور معاشرے کے لئے جان لیوا ہوتا جارہا ہے۔ لوگ خاندان در خاندان، گروہ در گروہ اور نسل در نسل اپنی جانیں اس مرض سے گنوا رہے ہیں مگر علاج کو اپنے لئے مضر قرار دے رہے ہیں۔ بعض افراد نے تو اس عادت کی بنیاد پر ہیجان انگیزی اور اشتعال کو اپنا کاروبار ہی بنالیا ہے۔ وہ تو اپنی نظر ہی ایسے واقعات پر جمائے رہتے ہیں جس پر ان کے لفظوں کی چھینٹ تیل کا کام کرے۔ لیکن کچھ نادیدہ نادانستہ ان کا آلہ کار بن جاتے ہیں۔ مذہب پرستی اور قدامت پرستی کو اپنی شناخت سمجھنے والوں نے اپنے اور حقیقت پسندوں کے درمیان بلاوجہ وجواز ایک لکیر کھینچ ڈالی ہے، جسے رفتہ رفتہ وہ خلیج کی صورت دینے پر تلے ہیں۔ حالانکہ دیگر مذاہب سے قطع نظر اسلام میں سچ یا حقیقت پسندی کا مقام بلند ترین ہے۔ گویا کسی ایسے مسلمان کے حقیقی مسلمان کہلانے کا اسلام میں کوئی تصور ہی نہیں جو سچ اور حقائق سے نظر چراتا ہو۔ کیونکہ ہر کامل مسلمان کے نزدیک اسلام فکری اعتبار سے ایک ایسا جامع فلسفہ حیات ہے جو مکمل ہے اور اس میں اپنے جواز کے لئے دلائل کی کمی نہیں۔ لیکن افسوس اور اذیت کا مقام ہے کہ پیشہ ور، کم فہم اور تنگ نظر اسلام فروشوں نے اپنی تنگ نظری کو نسلوں میں آباد کر کے ناخواندہ مسلمان اکثریت سے فکر اور روشن خیالی چھین کر انہیں جہالت اور جنونیت کا شکار کر دیا ہے"۔(رونامہ "دن" لاہور ۱۸/فروری ۲۰۰۱ء)

اگلے روز ایک حافظ قرآن کالم نویس جناب شفیق الرحمٰن صاحب نے بسنت کے موقع پر سرکاری سطح پر منائے جانے والے "جشن بہاراں" پر حسب ذیل تنقیدی شذرہ سپرد قلم کیا ہے:۔

"جشن منانے، رنگ جمانے، موج اڑانے، پیچ لڑانے اور کوٹھا سجانے کی دعوت دینے والے گورنروں، کمشنروں اور دانشوروں نے کاش ان بچوں کے چہروں پر بکھری ہوئی بھوک کی زردی بھی دیکھی ہوتی جو اپنا پیٹ بھرنے کے لئے کوڑے کرکٹ کے ڈھیرے میں سے گلے سڑے پھل چن رہے ہوتے ہیں۔ بیدل خیدری نے کیا خوب کہا تھا۔

بھوک چہروں پہ لئے چاند سے پیارے بچے
بیچتے پھرتے ہیں گلیوں میں غبارے بچے
ان ہواؤں سے تو بارود کی بو آتی ہے
ان فضاؤں میں تو مر جائیں گے سارے بچے

قبضہ گروپ اور پلاٹ مافیا کے سرغنہ اور گاڈ فادرز کی رنگین چھتوں سے جب کوئی دھنک رنگ پتنگ فضا میں بلند ہوتی ہے تو مجھے ۱۹۷۴ء کے اپنے ایک ساتھی سائیں اختر کی نظم "اللہ میاں تھلے آ" کی یاد آتی ہے۔

عیاشیوں، بدمعاشیوں اور فحاشیوں کے انتہا پسند جنونی حمایتی سرکار دربار کے 'جشن بہاراں' کی حمایت میں ہمہ نوعی توازن کھوچکے ہیں۔ ایک صداقت شعار اور حقیقت نگار قلم کار جب کہتا ہے کہ بارود کے ڈھیر پر قالین بچھا کر محفل ناؤ نوش سجانے والے احمق ہیں تو عوام دشمن استحصالی طبقات اور حاکمانِ وقت کے یہ خوشامدی اس سچائی کو "یبوست"...... "تنگ نظری" اور "مردہ دلی" قرار دیتے ہیں ...... آیئے! "یبوست گزیدہ" ...... "مردہ دل" اور "تنگ نظر" فیض احمد فیض کے یہ اشعار پڑھیں۔

آج کے دن نہ پوچھو! مرے دوستو!
کب تمہارے لہو کے دریدہ علم
فرق خورشید محشر پہ ہونگے رقم
از کراں تا کراں کب تمہارے قدم
لے کے اٹھے گا وہ بحر خون یم بہ یم
جس میں دھل جائے گا آج کے دن کا غم
سارے درد والم، سارے جور و ستم
دور کتنی ہے خورشید محشر کی لو
آج کے دن نہ پوچھو! مرے دوستو!
دور کتنے ہیں خوشیاں منانے کے دن"

(روزنامہ 'دن' ۱۹/فروری ۲۰۰۱ء)

تصویر کا دوسرا رخ

آیئے اب تصویر کا دوسرا رخ ملاحظہ فرمایئے یعنی احمدیت کے روحانی بلاک کی ۱۱۲ سالہ دینی تاریخ کے بے شمار روح پرور واقعات میں سے صرف ایک مختصر مگر حیرت انگیز نمونہ دیکھیں اور اندازہ کریں کہ اگر ہر ملک، ہر قوم اور ہر فرد ایسے مناظر پیش کرنے کا عزم کر لے تو کس طرح زمین کا ایک ایک انچ امن و مسرت کا بہار آفریں گہوارہ بن سکتا ہے۔

مشہور احراری لیڈر جناب شورش کاشمیری مدیر "چٹان" لاہور اپنی کتاب "پس دیوار زنداں" کے صفحہ ۲۵۷ پر ہمارے مقدس امام ہمام ایدہ اللہ تعالیٰ کے سگے ماموں حضرت میجر سید حبیب اللہ شاہ صاحب سپرنٹنڈنٹ جیل لاہور کے مثالی اور پُر شفقت سلوک کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"مجھے یہاں تشدد و انتقام کے سبھی مرحلوں سے گزار کر لایا گیا تھا اور اب مجھ پر کوئی سا تجربہ کرنا باقی نہ رہا تھا۔ میجر حبیب اللہ شاہ کا سلوک بہر حال شریفانہ تھا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ وہ پکّے قادیانی تھے۔ ان کی ہمشیرہ مرزا بشیر الدین محمود کے عقد میں تھیں۔ قادیان کے ناظر امور عامہ سید زین العابدین ولی اللہ ان کے بڑے بھائی تھے۔ انہیں یہ بھی علم تھا کہ میں آل انڈیا مجلس احرار کا جنرل سیکرٹری ہوں اور احرار قادیانیوں کے حریف ہیں بلکہ دونوں میں انتہائی عداوت ہے۔ میجر حبیب اللہ شاہ نے اشارۃً بھی اس کا احساس نہ ہونے دیا۔ انہوں نے اخلاق و شرافت کی انتہاء کر دی۔ پہلے دن اپنے دفتر میں اس خوش دلی اور کشادہ قلبی سے ملے گویا مدۃ العمر کے آشنا ہیں۔ انہوں نے مجھے بیماروں میں رکھا اور اچھی سے اچھی دوا و غذا دینا شروع کی۔ نتیجۃً میری صحت کے بال و پر پیدا ہوگئے اور میں چند ہفتوں میں تندرستی کی راہ پر آ گیا۔ وہ بڑے جسور، انتہائی حلیم، بیحد خلیق اور غایت درجہ دیانت دار افسر تھے۔ ان کے پہلو میں یقیناً ایک انسان کا دل تھا۔ ان کی بہت سی خوبیوں نے انہیں سیاسی قیدیوں میں مقبول و محترم بنادیا تھا"۔

خدا کے فضل و کرم سے تحریک احمدیت دنیا میں جو ذہنی و قلبی انقلاب برپا کرنے کے لئے مجسم جہاد بنی ہوئی ہے۔ وہ شہ کائنات محمد عربی ﷺ اور آپ کے حقیقی عاشق بانی جماعت احمدیہ کی قوّت قدسیہ اور مقدس تعلیم ہی کا اعجاز ہے۔ بانی سلسلہ کا فرمان مبارک ہے:

"میں حلفاً کہتا ہوں اور سچ کہتا ہوں کہ مجھے کسی قوم سے دشمنی نہیں ہاں جہاں تک ممکن ہے ان کے عقائد کی اصلاح چاہتا ہوں اور اگر کوئی گالیاں دے تو ہمارا شکوہ خدا کی جناب میں ہے نہ کسی اور عدالت میں اور بایں ہمہ نوع انسان کی ہمدردی ہمارا حق ہے"۔(سراج منیر صفحہ ۲۴)

مسیح محمدیؑ کا تاکیدی حکم فرزندان احمدیت کے لئے

آج ساری دنیا کے احمدی دہریت کے بلاک کی ہلاکت آفرینیوں کے برعکس امن و آشتی کے چلتے پھرتے پیکر دکھائی دیتے ہیں اور جس ملک اور بستی یا محلّہ میں آباد ہیں لاتعداد مخالفتوں اور مزاحمتوں کے باوجود قانون ملکی کے احترام کا جھنڈا لہراتے ہوئے اپنی منزل مقصود کی طرف رواں دواں ہیں جو معجزہ سے کم نہیں ہے۔ احمد مجتبیٰ ﷺ کے غلام اور ہمارے امام مہدی الزمانؑ کا تاکیدی حکم ان کے قلوب واذہان پر نقش ہے کہ:

"جنگ و جدال کے مجمعوں، تحریکوں اور تقریبوں سے کنارہ کشی کرو اس لئے کہ جو کام تم کرنا چاہتے ہو یعنی حجت پوری کرنا وہ اب خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ میں لے لیا ہے۔ تمہارا کام اب یہ ہونا چاہیئے کہ دعاؤں اور استغفار اور عبادت الٰہی اور تزکیہ و تصفیہ نفس میں مشغول ہو جاؤ۔ اس طرح اپنے تئیں مستحق بناؤ خدا تعالیٰ کی ان عنایات اور توجہات کا جن کا اس نے وعدہ فرمایا ہے"۔(ملفوظات جلد سوم صفحہ ۲۸۲۔۲۸۳)

اے مرے پیارو شکیب و صبر کی عادت کرو
وہ اگر پھیلائیں بدبو تم بنو مشک تتار
گالیاں سن کر دعا دو پاک کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

معاند احمدیت، شریر اور فتنہ پرور مفسد ملاؤں کو پیش نظر رکھتے ہوئے خصوصیت سے حسب ذیل دعا بکثرت پڑھیں

اَللّٰھُمَّ مَزِّقْھُمْ کُلَّ مُمَزَّقٍ وَ سَحِّقْھُمْ تَسْحِیقاً

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑادے۔